اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

المصلح الموعودؓ

اپریل 1976ء — شہادت 1355 ھش

ایڈیٹر
نسیم مہدی

پانچواں گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ

خیل للرحمن ربوہ کے زیر اہتمام مورخہ 12 - 13 - 14 امان 1355 ھش کو منعقد کروائے جانے والے پانچویں گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ میں شمولیت کے ضلعوار اعداد شمار درج ذیل ہیں -

	نام ضلع	تعداد جماعت جن سے گھوڑے شامل ہوئے	تعداد گھوڑے
1	سرگودھا	18	74
2	جھنگ بشمول ربوہ	3	19
3	گوجرانوالہ	2	21
4	شیخوپورہ	3	5
5	لائل پور	3	10

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سے پیوستہ سال یہ اعلان فرمایا تھا جو ضلع 70 سے زائد گھوڑے شامل کریگا - اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - اور جو گاؤں 10 سے زائد گھوڑے شامل کر لیں گے ان میں سے اول آنے والے کو سونے کا تمغہ دیا جائے گا اس لحاظ سے قیادت ضلع سرگودھا 74 گھوڑے شامل کر کے ایک ہزار روپے انعام کی حقدار قرار دی گئی اور مانگٹ اونچے کی جماعت نے 19 گھوڑے شامل کر کے سونے کا تمغہ حاصل کیا - بارك الله لہم -

چوہدری منور احمد خالد

سیکرٹری ٹورنامنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

— فاستبقوا الخیرات —

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (حضرت مصلح موعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد: ۲۲ نمبر: ۶

خالد

شہادت ۱۳۵۵ ہش

اپریل ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر: نسیم مہدی

نائب مدیر: طارق محمود طارق، حافظ مظفر احمد

ترتیب و تزئین: منور احمد منیب

فہرست

★

پبلشر: محمد شفیق قیصر، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ

کلام الامام امام الکلام

"ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں — دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں"

ہمارا عقیدہ

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام کی تحریرات کی روشنی میں

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو، قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق۔ اور حشر اجساد حق، اور روزِ حساب حق۔ اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے، وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچّے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہلِ سنت

کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔"

(ایام الصلح - صفحہ ۸۶-۸۷)

"ہم مسلمان ہیں۔ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل ہیں اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے مانتے ہیں۔ اور فرشتوں اور یوم البعث اور دوزخ اور بہشت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور رسولؐ نے حرام کیا اس کو حرام سمجھتے ہیں اور جو کچھ حلال کیا اُس کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچا اس کو قبول کرتے ہیں۔ چاہے ہم اس کو سمجھیں یا اس کے بھید کو سمجھ نہ سکیں اور اس کی حقیقت تک پہنچ نہ سکیں اور ہم اللہ کے فضل سے مومن موحد مسلم ہیں۔"

(نور الحق جزء اوّل صفحہ ۵)

"مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے مَیں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔"

(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۱۲۔ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۲)

"میرا مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا اِدھر اُدھر جانا بے ایمانی میں پڑنا ہے"
(ملفوظات جلد ۸ صد ۲۰۳)

"میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور نقشِ قدم پہ چلنے کے بغیر کوئی انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا۔" (ملفوظات جلد ۸ صد ۲۳۲-۲۳۳)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جاوے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔"
(ملفوظات جلد ۸ صد ۲۵۲)

"میں مسلمان ہوں۔ قرآن کریم کو خاتم الکتب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں۔ اور اسلام کو ایک زندہ مذہب اور حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی ذات اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہوں۔ اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں۔ اتنی ہی نمازیں پڑھتا ہوں۔ رمضان کے پورے روزے رکھتا ہوں۔" (ملفوظات جلد ۲ صد ۱۴۸)

ایک تحقیقی مقالہ

قدیم عیسائی لٹریچر میں

"نبیوں کی مُہر" کا تذکرہ

(از جناب شیخ عبدالقادر محقق۔ لاہور)

قرآن حکیم میں سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" کہا گیا ہے مفسرین نے اس کے بہت سے معنی کئے ہیں۔ خاتم النبیین کے ایک معنی "نبیوں کی مہر" کے بھی ہے۔ قدیم صحائف اور قرآن کریم سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے رسول "نبی الخاتم" جانتے اور آپؐ کی بعثت کی خبر دیتے رہے۔

"خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" اور "مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ" والی آیت ملا کر پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں سے یہ عہد لیا جاتا رہا کہ

خاتم النبیین آنے والے ہیں اپنی اپنی قوم کو نسلاً بعد نسلٍ تیار کرتے تا کہ ایمان لے آویں اور نصرت کریں کوئی شخص محروم نہ رہ جائے۔

مسند امام احمد بن حنبل اور مسند ابو داؤد میں ایک مفصل حدیث شفاعت کے بارے میں ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت آدمؑ۔ ابراہیمؑ اور موسیٰ علیہم السلام کے پاس شفاعت کی غرض سے جائیں گے۔ وہ انہیں آگے بھیج دیں گے یہاں تک کہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے "اے روح اللہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔" اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں سے کہیں گے "کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی برتن کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جائے تو کیا اس برتن کے اندر کی چیز اس وقت تک نکالی جا سکتی ہے جب تک اس مہر کو نہ توڑا جائے" لوگ کہیں گے "ایسا نہیں ہو سکتا"۔ اس پر عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آج یہاں موجود ہیں (تم ان کے پاس جاؤ)

(بحوالہ ختم نبوت کامل از مفتی پاکستان مولانا محمد شفیع)

یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شفاعت کا حق صرف خاتم النبیین ﷺ کو ہے۔ اور نبوت محمدیہ کا فیضان جس طرح دنیا میں جاری تھا۔ اسی طرح آخرت میں جاری ہے شفیع المذنبین ایک ہی ہستی ہے اور وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ انبیاء سابق ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام ارفع واعلیٰ کو جانتے تھے۔

اس سوال کے جواب میں صحف سماوی کے بعض حوالے میں اپنے ایک مضمون "شان خاتم النبیین" میں پیش کر چکا ہوں جو "مجلۃ الجامعۃ" میں شائع ہو چکا ہے۔ آج یہ بتانا مقصود ہے کہ بشارات عیسیٰ میں آنے والے کو "نبیوں کی مہر" کہا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارات پورے طور پر محفوظ نہیں ہیں۔ چونکہ عیسائیوں نے آپ کو خدا کا بیٹا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا اس لئے وہ بشارات جن میں خاتم الانبیاء کی خبر دی گئی تھی پردہ اخفا میں رکھی گئیں۔ کچھ احتساب کی نذر ہو گئیں اور انہیں زمین میں دفن کر دیا گیا۔ اب وادیٔ قمران کے غاروں اور مصر قدیم کے مدفنوں سے جو بیش بہا لٹریچر برآمد ہوا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ موحد عیسائی ایک عظیم رسول کے لئے چشم براہ تھے

مصر کے ایک مدفن سے مانی کی سات کتابیں پیپرس پر لکھی ہوئی ملی ہیں۔ مانی ۲۱۶ عیسوی میں پیدا ہوا۔ بابل اس کا مولد ہے۔ وہ بڑا ہو کر بہترین مصور بیانی دان۔ علم ہئیت کا ماہر اور عالم الٰہیات بن گیا۔ وہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارات سے بخوبی واقف تھا۔ اس لئے اس نے پیغمبر آخر الزمان اور رسول کل اقوام ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت مسیح ناصری کی بشارات اپنے اوپر منطبق کرنی شروع کر دیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی خبر دی تھی کہ پاراکلیت آئے گا۔ اور مکمل سچائی ظاہر کرے گا۔ اس کے مطابق مانی نے دعویٰ کیا کہ پاراکلیت میں ہوں۔ رسول نور، روشن کرنے والی عظیم ہستی۔ باقی مذاہب ایک ملک کی طرف اور ایک زبان میں جبکہ میرا پیغام عالمگیر ہے۔ (نیو انسائیکلوپیڈیا)

اسی طرح مانی کے دوسرے دعاوی بھی بشارات عیسیٰ پر مبنی ہیں۔ آثار قدیمہ سے نکلنے والے لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ مانی کا بڑا دعویٰ یہ تھا۔ کہ میں "Seal of the prophets" یعنی "نبیوں کی مہر" ہوں اسی طرح اس کا دعویٰ تھا۔ (apostle of the last generation "نسل آخر کا رسول") *

مانی کا یہ کہنا کہ میں پاراکلیت اور نبیوں کی مُہر ہوں صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارات سے یہ سب کچھ اخذ کیا۔

* "Sacred writing by Günter Lanczkowski." P. 67

نجران کے عیسائیوں کے پاس سریانی زبان میں ایک صحیفہ "الزاجرۃ" تھا۔ اس میں نبی موعود کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی درج تھی۔ اسلامی لٹریچر میں بھی اس کا ذکر ہے۔ بحار الانوار میں اس صحیفہ کی عبارتیں درج ہیں ایک عبارت یوں ہے:۔

"حضرت مسیح سے دریافت کیا گیا کہ فارقلیطا
کون ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا۔ وہ احمد نبی
الخاتم اور وارث ہوں گے جن کی زندگی میں
بھی اس پر درود بھیجا جائے گا اور اس کی
موت کے بعد اس کے فرزند کے ذریعہ
اس پر درود بھیجا جائے گا۔ جیسے اللہ
تعالیٰ آخری زمانہ میں مبعوث فرمائے گا جبکہ
ناموسِ دین کے مصابیح گل اور اسلام
کے چراغ بجھ چکے ہوں گے۔"
(بحار الانوار۔ جلد ۶ صفحہ ۸۳۱)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف خاتم النبیین کی خبر دی بلکہ آخری زمانہ میں آنے والے اس کے روحانی فرزند کی بشارت بھی دی تھی۔

اس صحیفہ کے متعلق لکھا ہے:۔

"صحیفہ زاجرہ اہل سوریا (شام) کی
زبان سے عربی زبان میں منتقل ہوا اسے
صحیفہ شمعون بن حمون الصفا کہتے ہیں
شمعون کے بعد اس نوشتہ کے وارث
اہل نجران ہوئے۔"
(بحار الانوار۔ صفحہ ۳۱/۶)

قرونِ اولیٰ میں عیسائیوں کے پاس انجیل برنباس کے نام سے ایک صحیفہ تھا۔ پاپائے اعظم نے اس کا پڑھنا پڑھانا جرم قرار دے دیا۔ ۴۹۲ء عیسوی کی "ممنوعہ کتب" میں انجیل برنباس کا نام شامل ہے۔ اس انجیل میں بنی اسماعیل میں عظیم الشان پیغمبر کے آنے سے متعلق پیشگوئیاں تھیں۔ سولھویں صدی میں پوپ کے ایک مصاحب نے ممنوعہ کتابوں کی الماری سے اس انجیل کو چوری چھپے پڑھا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ جب اس انجیل کا شہرہ ہوا تو عیسائیوں نے ایک محرّفہ اطالی انجیل شائع کر دی کہ یہ ہے انجیل برنباس جو کسی مسلمان نے مرتب کی ہے اور اصل نسخہ کے متعلق خود تسلیم کیا کہ وہ گم ہو گیا ہے۔ شائع کردہ انجیل کے حاشیہ پر جگہ جگہ آیات قرآنیہ اور احادیث کے ٹکڑے درج ہیں۔ اور متن میں "کلمہ طیبہ" ہے میری دانست میں انجیل برنباس کو جان بوجھ کر "مشرف بہ اسلام" کیا گیا۔ اس کا اصل نسخہ تو ظہورِ اسلام سے پہلے کا ہے وہ شائع نہیں کیا گیا۔ بہرحال موجودہ محرّفہ انجیل میں بھی کم و بیش اصل مواد موجود ہے۔ جہاں جہاں "اسلامی پیوند" لگائے گئے ہیں۔ صاف ظاہر ہو جاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں علامہ محمد رشید رضا ایڈیٹر "المنار" لکھتے ہیں:۔

"یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ
انجیل برنباس کو اطالی زبان میں ترجمہ
کرنے والے نے "محمّد" کا نام
(بلکہ کلمہ طیبہ) ترجمہ کرتے وقت خود
لکھ دیا ہو۔" (دیباچہ عربی ترجمہ)

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے اس انجیل میں اصل مواد کے ساتھ مسلمانوں کے عقائد خلط ملط ہو گئے ہیں کلمہ طیبہ بہر کیف مترجمین کا اضافہ ہے۔

اس تمہید کے بعد انجیل برنباس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے حضرت مسیحؑ نے فرمایا:۔

"ایمان ایک مہر ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ اپنے برگزیدہ بندوں پر مہر لگا دیتا ہے اور یہ وہی خاتم ہے۔ جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا کی ہے" (فصل ۹۰)

اس صاحب خاتم رسول کے متعلق انجیل برنباس میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ بنی اسمٰعیل میں مبعوث ہوگا۔ "اس کے دین کی کوئی حد نہیں" وہ دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرے گا اور حضرت مسیحؑ کے اصل مقام سے لوگوں کو روشناس کریگا۔

آخری حوالہ سُریانی لٹریچر سے تعلق رکھتا ہے۔ قرنِ اوّل کے عیسائی نہایت دلنشیں غزلیں اپنی مجالس میں پڑھا کرتے تھے یہ انکشاف بیسویں صدی کے آغاز میں ہوا۔ ان نظموں کا اسلوب، مضامین اور معاذ ان عبرانی مناجات کے مشابہ ہے جن کا انکشاف وادیٔ قمران کے غاروں سے ہوا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سریانی مناجات کتنی پرانی ہیں۔ سریانی مناجات کی بیشتر غزلوں میں حضرت مسیحؑ دنیا سے مخاطب ہیں۔ ان مناجات کا نام "غزلاتِ سلیمان" ہے۔ اس تعارف کے بعد غزل ۲ کا اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"For thy sanctuary thou hast designed before thou didst make (other) places, that which is the elder shall not be altered by those that are younger than itself."

اَے خدا! تیرا حرم تو وہ ہے جسے تو نے دوسرے مقامات کے بنانے سے قبل تشکیل دیا۔ پس جو بڑا ہے اس کا شرف اور مرتبہ دوسرے کمتر مقامات کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا۔

مراد یہ ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کا درجہ اور کوئی معبد حاصل نہیں کر سکتا اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ مقدم نظر انداز کر کے مؤخر اختیار کر لیا جائے سیاق کلام یہی ہے کہ شعائر اللہ کی حرمت غیر متبدل ہے۔

کعبۃ اللہ کی عظمت بیان کرنے کے بعد ایک آسمانی خاتم کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔

"For thy seal is known, and thy creatures know it: and thy (heavenly) hosts possess it: and the elect archangels are clad with it."

اے خدا چونکہ تیری خاتم مشہور و معروف ہے۔ تیری مخلوق اسے جانتی ہے اور تیری آسمانی افواج (یعنی انبیاء) اسے اپنے قبضہ میں لئے ہوئے اور فرشتادہ ملائک اس سے ملبوس ہیں۔

پھر مزید لکھا ہے کہ :-

"قطراتِ شبنم ہم پر گرا اور اپنے عظیم چشموں کے در کھول دے جو ہم پر دودھ اور شہد کے دھارے بہائیں۔ جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اس کے پیدا کرنے میں بھلا تجھے کیا پچھتاوا ہو سکتا ہے؟"

(The lost books of the Bible "odes of the Soloman" NO IV.)

اس بشارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی الخاتم نے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ والے گھر میں آنا ہے۔ لوگ یہ گھر بھول گئے اور بیت المقدس کو قبلہ سمجھنے لگے اور اس طرح اولین گھر کی عزت و احترام دوسرے گھروں کی طرف منتقل ہو گئی۔ فرمایا۔ شعائر اللہ غیر متبدل ہیں یہ نہیں کہ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جائیں۔ اور پھر یہ بھی لکھو کہ البیت العتیق کے سوتے بند نہیں ہوئے یہاں آسمانی شہد اور روحانی دودھ کے دریا بہنے والے ہیں کیونکہ نبی الخاتم ان بشارات اور وعدوں کے مطابق اسی جگہ ظاہر ہوگا۔ وہ ملاء اعلیٰ اور ارواحِ انبیاء کی مُہر ہے۔ ملائکۃ اللہ اور ارواحِ انبیاء پر یہ مُہر ثبت ہوگی۔

یہ شاندار مضمون مندرجہ بالا مزبائی ترول میں بیان ہوا ہے۔ ان تمام مندرجہ بالا دلچسپ اور پُر از معلومات حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل نبی الخاتم کے خطاب نبیوں کی مہر سے بخوبی واقف تھے اور قدیم صحف سماوی میں وضاحت کے ساتھ اس کا تذکرہ موجود ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

○

"آپ کو" یا "اپنے تئیں"

جب مرزا غالب لکھنؤ گئے تو وہاں ایک روز لکھنؤ اور دلی کی زبان پر گفتگو ہونے لگی، ایک صاحب نے غالب سے کہا کہ جس موقع پر اہلِ دہلی "اپنے تئیں" بولتے ہیں۔ وہاں لکھنؤ والے "آپ کو" کہتے ہیں۔ آپ بتلائیے کہ فصیح "آپ کو" ہے یا "اپنے تئیں"؟

مرزا نے کہا۔ "فصیح تو یہی معلوم ہوتا ہے جو آپ اہلِ لکھنؤ بولتے ہیں۔ مگر اس میں دقت یہ ہے کہ مثلاً آپ میری نسبت یہ فرمائیں کہ "میں آپ کو فرشتہ خصائل جانتا ہوں" اور میں اس کے جواب میں اپنی نسبت عرض کروں کہ "میں تو آپ کو کتے سے بھی بدتر سمجھتا ہوں" تو سخت مشکل واقع ہوگی۔ میں تو اپنی نسبت کہوں گا اور آپ ممکن ہے اپنی نسبت سمجھ جائیں۔"

○

شہِ دوسرا شاہِ خوباں محمدؐ

جناب چوہدری شبیر احمد واقفِ زندگی

حبیبِ خدا مصطفٰےؐ مجتبیٰؐ ہیں — وہی ابتدا ہیں وہی انتہا ہیں
وہی وجہِ تخلیقِ ہر دو سرا ہیں — شہِ دوسرا شاہِ خوباں محمدؐ

"سلام اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ بے حد"

وہی شاہکارِ خدائے دو عالم — وہی جس کی اُلفت کا بھرتے ہیں سب دم
رسولوں کے سرتاج نبیوں کے خاتم — شہِ دوسرا شاہِ خوباں محمدؐ

"سلام اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ بے حد"

وہی جن کی ہستی سراسر ہے رحمت — وہی جن کا قرآن ہے اک کرامت
تصوّر سے بھی بڑھ کے ہے جن کی عظمت — شہِ دوسرا شاہِ خوباں محمدؐ

"سلام اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ بے حد"

وہی شاہِ خوباں جو جانِ جہاں ہیں — وہی جن سے قائم یہ کون و مکاں ہیں
وہی جن کے خادم مسیح الزّماں ہیں — شہِ دوسرا شاہِ خوباں محمدؐ

"سلام اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ بے حد"

بیاں کر سکوں میں کہاں میری طاقت — کما حقّہٗ اس کی توصیف و مدحت
میں ناچیز ذرّہ وہ شہکارِ قدرت — شہِ دوسرا شاہِ خوباں محمدؐ

"سلام اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ بے حد"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص خادم کا ذکرِ خیر

جناب عبدالرحمٰن

میاں چراغ دین قادیانی رضی اللہ عنہ

قادیان میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت مہدی آخر زمان علیہ السلام کو مبعوث فرما کر بہتوں کی ہدایت کا موجب بنایا۔ لیکن قادیان کے اکثر باشندے محروم ہی رہے سوائے چند گنتی کی سعید روحوں کے۔ بلکہ قادیان کے ہندوؤں نے تو صد ہا زندہ نشان دیکھ کر بھی خاموش رہنا پسند کیا اور تو اور ملاوا مل صاحب کو ہی دیکھ لیں آخر تک حضرت اقدسؑ کے ساتھ نشست و برخاست رہی اپنی ذات پر زبردست نشان دیکھا۔ حضورؑ نے ۱۹۰۷ء میں "قادیان کے آریہ اور ہم" ایک رسالہ لکھ کر ان لوگوں پر حجت تمام کی مگر سب اپنے مذہب پر ہی قائم رہے۔

قادیان کے مسلمان باشندوں میں سے چار پانچ اشخاص کے سوا حضرتؑ کو کسی نے قبول نہ کیا۔ ان سعادت مندوں میں سے ایک میاں چراغ دین بھی تھے۔ ان کا گھر سید محمد علی شاہ صاحب رئیس قادیان کے گھر کے بالکل سامنے تھا۔ یہ بچپن سے ہی حضرتؑ کے خادم رہے۔

مکرم میاں چراغ دین صاحب درمیانہ قد، سادہ طبع۔ نرم گفتار۔ شرمیلے اور دیانت دار آدمی تھے ان کی بیعت ۱۰۵ اور سے بہر حال پہلے کی ہے۔ میاں چراغ دین صاحب کے ساتھ حضرت کے اندرون خانہ ایک لڑکی مہتاب بی بی کام کرتی تھی جب یہ دونوں جوان ہو گئے تو حضورؑ نے ان دونوں کی شادی کرا دی اور وہ حسب دستور حضورؑ کی خدمت کرتے رہے۔ ایک دن مہتاب بی بی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اور ان کے شوہر میاں چراغ دین دونوں جنت میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کرتے ہیں۔ صبح اٹھ کر یہ خواب مہتاب بی بی نے حضرتؑ کو سنایا۔ حضورؑ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ قادر ہے اس میں کیا مشکل ہے؟"

میاں چراغ دین کے حالات بڑے دلچسپ ہیں۔ حضور علیہ السلام ایک دفعہ لدھیانہ تشریف لے گئے تھے۔ بارش ہو کر تھمی تھی۔ حضورؑ سیر کو چلے۔ میاں چراغ دین اس وقت نوعمر اور بہت شوخ تھے۔ چلتے چلتے گر پڑے۔ منشی ظفر احمد صاحب نے کہا

کہ اچھا ہوا یہ بڑا شریر ہے۔" حضرت نے چپکے سے منشی صاحب کے کان میں فرمایا کہ "بڑے سے بھی گر جاتے ہیں ــــ!" یہ سن کر منشی ظفر احمد صاحب گھبرا گئے اور سعفے لگ گئے مگر حضورؑ نے تسلّی دی کہ آپ کو میں نے نہیں کہا۔ آپ تو ہمارے ساتھ ہیں۔" (روایات منشی ظفر احمد صاحب ص۱۳۵)

(روایت نمبر ۱۰۸)

ایک دفعہ لدھیانہ میں ہیضہ پھیلا ہوا تھا۔ شادی ہو رہی تھی۔ میاں چراغ نے آ کر کہا کہ پوریاں اور حلوہ خوب کھایا کرو اس سے ہیضہ نہیں ہوگا۔ اس نے زمانے میں آ کر یہ کہہ دیا۔ دراصل انھوں نے مذاق کیا تھا۔ حضرت اقدسؑ کچھ دیر کے لیے باہر تشریف لائے اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے فرمایا کہ دوستوں کو حلوہ پوری کھلایا جائے کیونکہ چراغ کہتا ہے کہ ایسی شادی ہو رہی ہے۔" مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے عرض کیا کہ "چراغ تو شریر ہے یہ چیز تو ہیضہ کے لئے مضر ہے۔ چراغ نے تو ایسے ہی کہہ دیا ہے۔" آپ نے فرمایا۔ "ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے شاید کوئی نئی تحقیق ہوئی ہے۔" پھر آپ اندر تشریف لے گئے بعد میں منشی ظفر احمد صاحب نے چراغ کو ڈانٹا تو وہ کہنے لگے۔ کہ "مجھے کیا خبر تھی کہ حضرتؑ اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔"

(الحکم ۔ ۲۸ مارچ ۱۹۳۴ء)

ایک دفعہ ایک عالم آدمی قادیان میں بارہ نمبردار کے ساتھ آیا۔ وہ صرف تحقیق کے لئے آیا تھا۔ ایک رات منشی ظفر احمد صاحب کو کہنے لگا کہ مرزا صاحب کی عربی تحریریں بہت پایہ کی ہوتی ہیں۔ ضرور انھوں نے کوئی عرب ملازم رکھے ہوئے ہوں گے جو لکھ کر دیتے ہوں گے۔"

منشی ظفر احمد صاحب نے کہا۔ "یہاں دو علماء اندر رات کو رہتے ہیں ایک تو حافظ معین الدین صاحب اور دوسرے مولوی محمد چراغ صاحب" حضرت اقدسؑ بھی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ حضور بہت ہنسے اگلے دن وہی مولوی پھر آیا تو حضورؑ نے منشی صاحب سے فرمایا کہ "انھیں وہ دونوں علماء دکھا دیں۔" منشی صاحب نے چراغ اور معین الدین کو بلا کر مولوی صاحب کے سامنے کھڑے کر دیئے۔ چراغ ایک ان پڑھ باشندہ تھا اور معین الدین ایک نابینا فقیر جو حضرتؑ کے پاؤں دبایا کرتا تھا۔ اس پر اس مولوی کے شکوک دور ہو گئے اور بیعت کر لی۔ (روایت منشی ظفر احمد صاحبؓ ص۱۰۸ و سیرۃ المہدی حصہ اول روایت نمبر ۱۲۲)

ایک دفعہ دو عیسائی مشنری عورتیں بٹالہ سے قادیان آئیں۔ انہوں نے سمجھ رکھا تھا جو سات میل آگے ہے مگر سواری نہ ملتی تھی وہ حضورؑ کے مکان پر آ گئیں چراغ نے اندر جا کر حضرتؑ کو اطلاع دی۔ حضورؑ نے پوچھا۔ "وہ کیا چاہتی ہیں؟" چراغ نے جواب دیا کہ "بحث کرنے آئی ہیں۔" حضورؑ نے باہر کرسیاں بچھوا دیں جب باہر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ انہیں سواری کی ضرورت ہے۔ حضورؑ نے سیٹھ نہال لال سے کہہ کر انتظام کر دیا۔

واپس جا کر جب چراغ سے دریافت کیا کہ تمہیں کیسے پتہ لگا تھا کہ یہ عورتیں بحث کرنے آئی تھیں تو اس نے جواب دیا کہ "آپ کے پاس اور آتا ہی کون ہے؟"

(سیرۃ المہدی جلد دوم ص۵۷)

ایک دفعہ حافظ حامد علی صاحب کو حضورؑ نے روپے دیئے کہ بازار سے ... انھوں نے گم کر دیئے ...

چراغ کو اٹھوا دیا۔ بارش ہو کر تھمی تھی۔ چراغ اسی وقت موجودہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سامنے سے گزر رہے تھے کہ پاؤں پھسلا اور گھی ضائع ہو گیا۔ وہ روتے ہوئے حضورؑ کے پاس پہنچے حضورؑ نے انہیں تو کچھ نہ کہا مگر حامد علی کو فرمایا کہ "یہ آپ کا کام [illegible] نقصان ہو گیا"۔ تب اور روپیہ دے کر گھی لے آئیں۔

بعد میں میاں چراغ کو مدرسہ احمدیہ میں چپڑاسی کی خدمت دی گئی۔ کچھ تنخواہ مل جاتی تھی اور کچھ بورڈنگ میں کام کرنے کے عوض کھانا مل جاتا تھا جہاں سے پنشن پائی۔

تقسیم ملک کے بعد ربوہ آ گئے۔ یہاں آکر ان کی اہلیہ مہتاب بی بی ۱۰ر اکتوبر ۱۹۶۰ء کو فوت ہو کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

میاں چراغ کو بہت صدمہ ہوا۔ عمر کے تقاضا کی وجہ سے ٹانگ پر فالج ہو گیا۔ اپنی بیوی کا خواب یاد تھا۔ ایک دن لنگڑاتے ہوئے دفتر بہشتی مقبرہ جا کر کہا کہ میری بیوی کی قبر کے ساتھ والی زمین میرے لئے ریزرو کر دی جائے۔ وہاں کے کارکن میاں چراغ کو نہ جانتے تھے انہوں نے مایوس واپس بھجوا دیا۔ وہاں سے سیدھے حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کے گھر پہنچے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت میاں صاحبؓ نے دفتر بہشتی مقبرہ کو لکھا کہ میاں چراغ حضرت اقدسؑ کا بچپن سے ہی خادم ہے۔ اس کی بیوی کے خواب اور حضرت اقدسؑ کے ارشاد کا میاں صاحبؓ کو علم تھا۔ چنانچہ وہ جگہ میاں چراغ کے لئے ریزرو کر دی گئی۔

یہ واقعہ مجھے میاں چراغ نے خود سنایا اور بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ آخر کار [illegible] اگست ۱۹۶۱ء کو میاں چراغ نے وفات پائی اور اپنی بیوی کے پہلو میں [illegible]

قانون ۔۔!

- قانون سے انصاف طلب کرنا ایسا ہی ہے جیسے بلّی کے حاصل کرنے کی کوشش میں گائے کھو دینا۔ (چینی کہاوت)
- دو وکیلوں کے درمیان ایک دیہاتی ایسا ہی ہے جیسے دو بلّیوں کے بیچ میں ایک مچھلی۔ (فرینکلن)
- قانون ایک جالا ہے چھوٹی مچھلیاں جس میں پکڑی جاتی ہیں اور بڑی بڑی ان کے درمیان سے نکل جاتی ہیں۔ (شن اسٹون)
- قانون کو موت کی طرح ہونا چاہیئے جس سے کسی کو نجات نہیں۔ (مونٹیسکیو)
- کسی ملک میں قوانین کی کثرت طبیبوں کی کثرت سے مشابہ ہے جو کمزوری اور بیماری کی نشانی ہے۔ (والٹیر)
- مصیبتوں اور مظالم کے ازالے کے لئے قانون سے رجوع کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بھیڑ پناہ کی تلاش میں کسی خاردار جھاڑی میں گھس جائے۔ ([illegible])
- دنیا کی سب سے بڑی بے انصافیاں وہ ہیں جو قانون کے نام پر ہوتی ہیں۔ (ٹی اسٹرینج)

(مرسلہ [illegible] محمد خان)

بہرحال میاں چراغ [illegible] تھے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت [illegible] حضورؑ کے فیضان سے باریاب ہوئے انہیں اللہ تعالیٰ نے [illegible] اور ان کا انجام بخیر ہوا [illegible]

غزل

جستجوئے شوق میں جو بڑھتا جائے گا ضرور
ایک دن وہ منزلِ مقصود پائے گا ضرور

کچھ نہ کچھ تو اشکِ خونیں رنگ لائے گا ضرور
نالۂ شب عرشِ اعلیٰ کو ہلائے گا ضرور

چل چلاؤ پر ہے دنیا سب کی منزل ہے عدم
مجھ کو بھی جانا پڑے گا تو بھی جائے گا ضرور

جستجوئے راہِ علم و فن میں ہے جو روز و شب
علم و حکمت کے وہ موتی ڈھونڈ لائے گا ضرور

عشقِ صادق کے لئے کیا چیز ہے سود و زیاں
شمع روشن ہو تو پھر پروانہ آئے گا ضرور

اشکِ غم کا اک ستارہ رات کا گہرا سکوت
جس کو یہ مل جائیں وہ جنت بنائے گا ضرور

بارہا دنیا نے دیکھا فیضؔ طرفہ ماجرا
حق جب آئے گا تو باطل بھاگ جائے گا ضرور

○

ایک تپتا ہوا صحرا ہے وہ دِل جس میں تری یاد نہ ہو

اِک خرابہ ہے وہ گھر تو جہاں آباد نہ ہو

میرا غم ساری خدائی کے دُکھوں کا غم ہے

دِل مرا شاد ہو گر کوئی بھی ناشاد نہ ہو

دِل ہے وہ دِل کہ رہے ضبط کا یارا جس کو

لب ہے وہ لب کہ جو آلودہِ فریاد نہ ہو

"کون کہتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق؟"

ایک ہی نام ہے شاید وہ تمہیں یاد نہ ہو

حُسن ہر لحظہ ہے بے تاب تجلّی کے لئے

عِشق پر ہو تو مگر اِتنی بھی بیداد نہ ہو

مُجھ کو آفاتِ زمانہ نے سکھائے ہیں رموز

طِفل کیا سیکھے گا گر سیلیٔ اُستاد نہ ہو

ایک شُعلہ سا نصیرؔ آج سرِ بام اُٹھا

یہ ہیوُلیٰ بھی مرے ذہن کی ایجاد نہ ہو
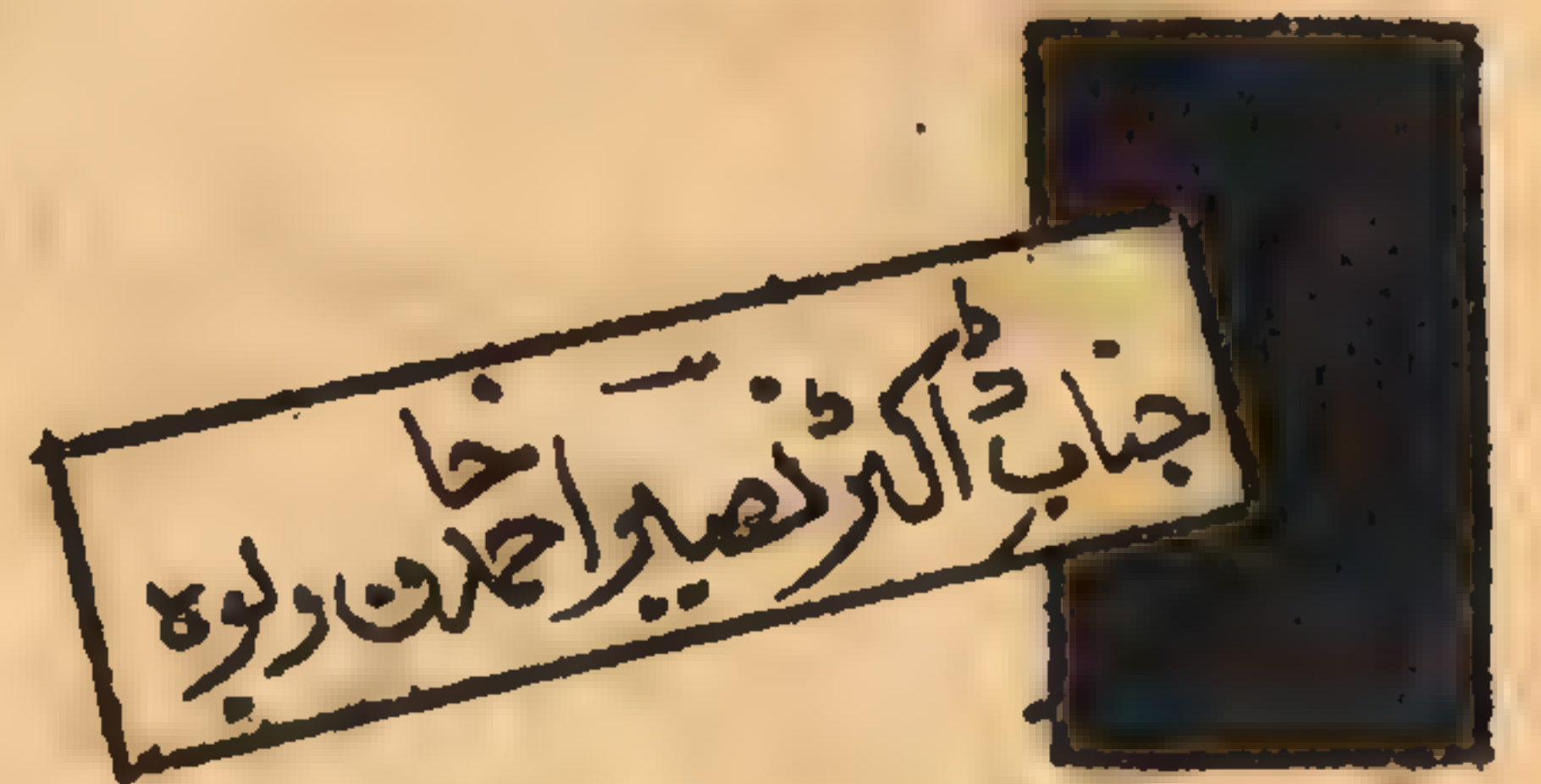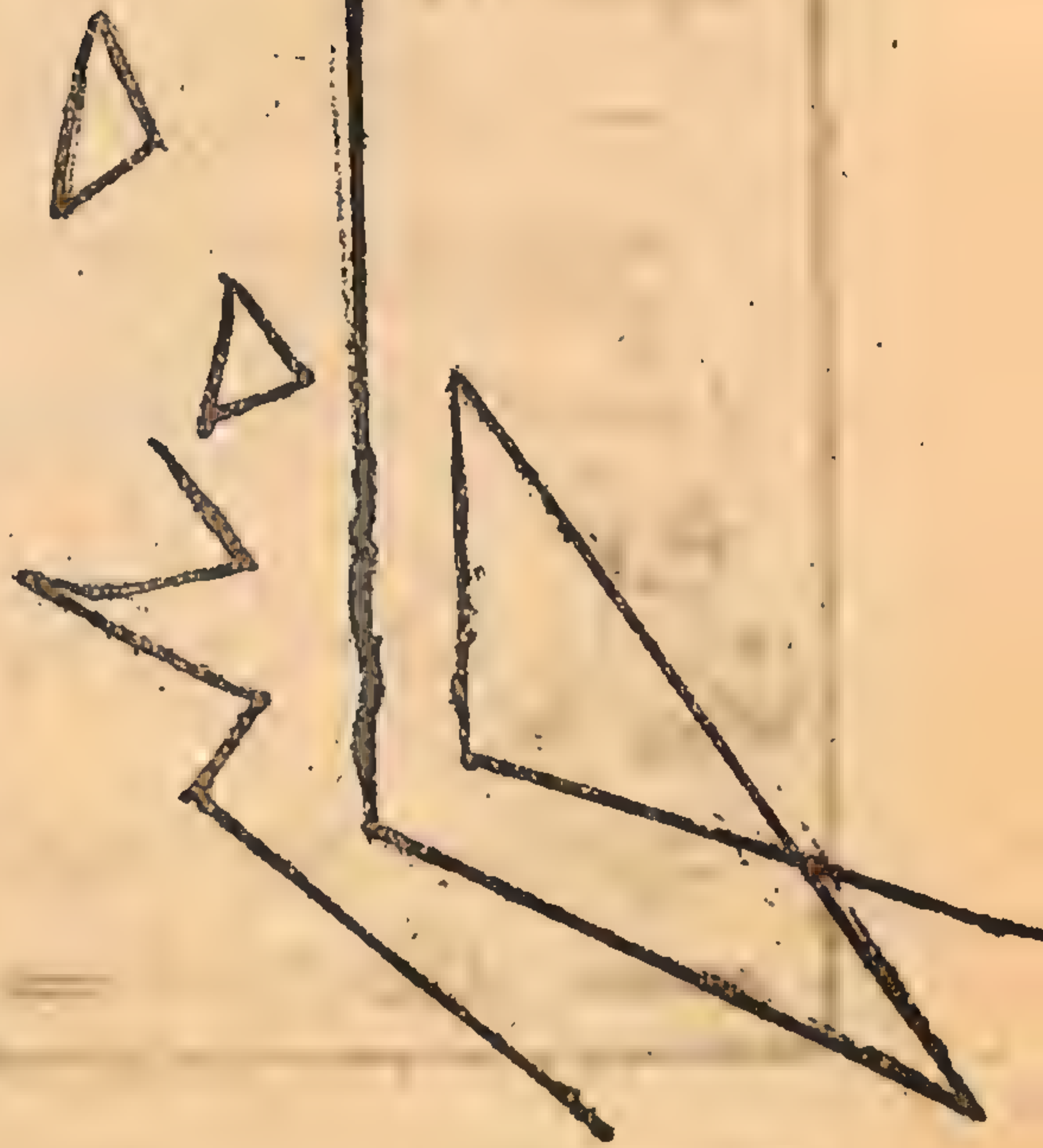
○

چوتھی قسط

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے

جناب ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب۔ ایم اے پی ایچ ڈی (اوساکا)

فقیر سر راہ

یہ تو نہیں کہ یہاں غریب نہیں ہوتے۔ ہوتے ہیں اور بہت ہوتے ہیں۔ فقیر البتہ نہیں ہیں یعنی مانگنے تانگنے والے۔ ہمیں تین مہینہ کے عرصہ میں صرف ایک فقیر نے ہمارے سامنے ہاتھ پھیلایا ہے۔ ہم بال بچوں سمیت بچوں کے پارک میں تفریح کیلئے گئے ہوئے تھے اور خود لوگوں کے لئے سامان تفریح بنے ہوئے تھے یعنی لوگ عجوبہ سمجھ کر ہمیں دیکھ رہے تھے بلکہ ایک دو منچلی خواتین نے تو باقاعدہ اسی انداز سے ہماری تصویریں کھینچیں جس طرح لوگ چڑیا گھر میں جانوروں کی تصویریں کھینچتے ہیں۔ کہ اتنے میں ایک فقیر سامنے آیا اور دست سوال دراز کیا۔ ہم نے حاتم کی قبر پر لات مارتے ہوئے ایک سوین (تقریباً تین پاکستانی روپے) اسے مرحمت فرمائے۔ اس نے جھک کر دو تین بار شکریہ ادا کیا اور اپنی راہ پر ہو لیا۔ وہیں مقامی باشندوں نے اسے کچھ کہا غالباً یہ کہ غیر ملکی لوگوں سے مانگتے ہوئے اسے شرم آنی چاہیئے۔ اور اس نے جیبیں نکالتے ہوئے انہیں کچھ جواب دیا۔ غالباً یہ کہ "میں تو کھانے کے لئے ہیں ورنہ میرے کس کام کے ہیں

ان کا تو ایک پیگ بھی نہیں آتا ہے"۔ ہمارا یہ اندازہ [illegible] درست ثابت ہو رہا ہے کہ ہمیں دن کے بعد [illegible] فقیر سامنے نہیں آیا۔ بلکہ ایک دو بار تو ہم [illegible] کی نیت ریزگاری ہاتھ میں لے کر چلے لیکن کوئی نہ [illegible]

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

تربیت عام تو ہے جوہر قابل ہی نہیں — [illegible]

شانِ استغنائی

سپر مارکیٹ (Super Market) کے کوڑے کے برتن کے سامنے ایک صاحب کھڑے تھے اور اطمینان سے سگریٹ پی رہے تھے ایک گھنٹہ کے بعد ادھر سے گزر ہوا تو وہ اسی اطمینان سے اپنی جگہ [illegible] ہوئے تھے۔ انہیں شاید کسی کا انتظار تھا۔ اتنی دیر میں مارکیٹ کے اندر سے ایک شخص نکلا اس نے باسی ڈبل روٹیاں کوڑے کے برتن میں پھینک دیں۔ آپ اسی شانِ استغنا [illegible] کوڑے کے برتن کے پاس آئے ڈھکنا اٹھایا ڈبل روٹیاں [illegible] اور چلدیئے۔ ہمارے [illegible] پاس سے گزرے تو ان کے چہرے پر مسرت اور خوشی کی چمک

لہر تھی وہ شاید آدھی دنیا فتح کرنے کے بعد سکندر کے چہرے پر بھی پیدا نہیں ہوئی ہوگی۔ ہماری بیگم کے دل میں بہت رحم پیدا ہوا کہ اسے کچھ رقم دینا چاہیئے۔ بہت غریب معلوم ہوتا ہے۔ جتنی دیر میں "آنکھ نے دل سے کہی۔ دل نے زباں سے کہی" والا معاملہ مکمل ہوا۔ وہ حضرت بہت دور جا چکے تھے۔ اگلے روز اتفاق سے وہ ہمارے سامنے آگئے۔ ہم نے انہیں کچھ دینا چاہا۔— آپ نے حقارت سے ٹھکرا دیا کہ: ع

"شکارِ مردہ سزاوارِ شاہباز نہیں"۔

ساغر و مینا کی کرامات

غربت کا یہ عالم بھی ہم نے دیکھا ہے کہ کئی فقیر فقراء کھلے آسمان کے نیچے۔ فٹ پاتھوں پر سوتے ہیں حالانکہ پارہ گر کر ایک دو ڈگری تک پہنچا ہوا ہوتا ہے اور ہم لوگ دانت بجاتے پھرتے ہیں۔ اللہ! یہ لوگ کڑکتے جاڑوں میں کیسے اتنے اطمینان سے سو لیتے ہیں؟ اس سوال کا جواب بہت دنوں بعد مالویہ صاحب سے ملا کہ "یہ لوگ اندر سے گرم ہوتے ہیں" یعنی شراب پیتے ہیں اور پھر موسم کو للکارتے ہیں۔ ع

"کون ہوتا ہے حریفِ مے مردافگن عشق"

شراب یہ لوگ یوں پیتے ہیں جیسے ہمارے ہاں پانی پیا جاتا ہے یہ لوگ پانی بالکل نہیں پیتے۔ پانی کی جگہ سبز چائے پیتے ہیں اور اس کے بعد صرف پیتے ہیں۔ شام کو کسی طرف نکل جائیں تو اقبال یاد آنے لگتا ہے۔ سے

چہروں پہ جو سرخی نظر آتی ہے سرِ شام
یا غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات!

پینا حرام ہے نہ پلانا حرام ہے

شراب پینا مذموم نہیں سمجھا جاتا۔ نہ پینا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ چند دن ہوئے ایک پاکستانی طالب علم نے ہمیں بتایا کہ اس کے پروفیسر نے اسے محض اس لئے ملنے سے انکار کر دیا کہ وہ شراب نہیں پیتا۔ ہو سکتا ہے اس میں کچھ مبالغہ بھی ہو کیونکہ ہم پاکستانی

"بڑھا بھی لیتے ہیں کچھ زیبِ داستاں کیلئے"

لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہاں ہر شخص حسبِ توفیق پیتا ہے اور برملا پیتا ہے ——— ہمارے رفقائے کار میں سے ایک دو نے بڑی معصومیت کے ساتھ ہمارے بچوں کے سامنے اپنی شراب نوشی کا تذکرہ کر دیا۔ اب بچے ہمارے گرد ہو گئے کہ آپ تو کہتے ہیں کہ بُرے لوگ شراب پیتے ہیں لیکن فلاں صاحب اتنے اچھے ہیں اور پیتے ہیں اور فلاں صاحب اتنے اچھے ہیں لیکن پیتے ہیں"۔ صاحب جان بچانا محال ہو گیا اور یہ جواب دیتے دیتے زبان سوکھ گئی کہ ان لوگوں کے "اسلام" میں شراب حرام نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ ——— ٹی وی پر ہر تیسرا دلچسپ اور دلنواز اشتہار شراب کا اشتہار ہوتا ہے۔

آدھا مُسلمان

کھانے کے معاملہ میں یہ لوگ سمندر کی ہر جاندار چیز کھا جاتے ہیں اور ہر نباتی شے چر جاتے ہیں ان لوگوں کے ارد گرد سمندر ہی سمندر ہے اس لئے ان لوگوں نے خوراک کے خزانے اگلوا لئے ہیں۔ باہر کی دنیا سے رابطہ قائم ہونے سے پہلے ہی جاپان سمندری خوراک کے معاملہ میں خود کفیل تھا۔ زراعت بھی بہت عام تھی اور زرعی آلات بھی ایک سے ایک بڑھیا

اور عمدہ موجود، صرف زمین نہیں ہم۔ اتنے چھوٹے چھوٹے تو جزیرے ہیں وہاں کارخانے بنائیں یا زراعت کریں؟ جو زمین بھی کارخانوں اور مکانوں سے بچ رہی ہے وہاں چاول اور پھل اگائے جاتے ہیں۔ زمین میسر نہ آئے تو گملوں میں خوراک کے پودے لگا لیتے ہیں یعنی ان لوگوں نے ہر حال میں اور ہر رنگ میں بھوک کو زیر نگیں کر رکھا ہے گوشت میں ہر چیز کا گوشت کھا جاتے ہیں۔ سؤر کا گوشت ان کی مرغوب غذا ہے۔ غالب کو گوروں نے گرفتار کرنے کے بعد پوچھا تھا "مسلمان ہو؟"

اس نے کہا تھا "جی ہاں۔ آدھا مسلمان!"

"آدھے مسلمان سے کیا مراد ہے؟"

غالب نے کہا۔ "شراب پیتا ہوں۔ سؤر نہیں کھاتا"۔

جاپانی اس معاملہ میں پورے "مسلمان" ہیں۔

گملوں میں درخت

غالب کو اس بات پر حیرت ہوتی تھی کہ سبزہ کو جب کہیں جگہ نہ ملی۔ بن گیا روئے آب پر کائی"۔ جاپانیوں نے اطمینان سے کائی کو دیکھا اسے اٹھایا اور کھا گئے۔ سبزہ اگاتے بھی ہیں اور سبزہ کھاتے بھی ہیں۔ اگانے میں یہ کمال حاصل ہے کہ گملوں میں منے منے پودے اگا سکتے ہیں اور وہ باقاعدہ پھل دے رہے ہیں۔ بیس بیس سال کی عمر کے درخت ہیں اور گملوں میں لگے ہوئے ہیں۔ وہیں پیدا ہوتے۔ بڑھتے، پھولتے اور پھلتے ہیں۔ بلکہ ایک گملے میں ہم نے بڑ کا درخت دیکھا۔ چھوٹا سا بڑ گھنی چھاؤں اور پوری خصوصیات موجود۔ عمر کوئی پچاس برس کے قریب! مارکیٹ میں بک رہا تھا لیکن قیمت ہماری پہنچ سے باہر تھی ورنہ اس وقت ہمارے ڈرائنگ روم میں رکھا ہوتا۔ یہودیوں کی تو بات چھوڑیے کہ اپنے ہاں بھی گملوں میں اگائے جاتے ہیں۔ یہاں کینو اور سنگترہ کے درخت گملوں میں اگتے اور پھل دیتے ہیں۔ کہیئے تو ایک دو نمونہ کے طور پر بھجواؤں؟ (ڈاکٹر نذیر آغا توجہ فرمائیں)

"دو ہفتوں میں"

"آپ کو کوئی تکلیف نہیں" ڈاکٹر نے مریض سے کہا "آپ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا کیجئے۔ معدہ خود بخود ٹھیک ہو جائے۔"

"لیکن ــ" مریض نے کہا "دو ہفتے پہلے تو آپ نے مشورہ دیا تھا۔ کم کھایا کرو!"

"ہاں ہاں! ٹھیک ہے!" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ "لیکن ان دو ہفتوں میں میڈیکل سائنس خاصی ترقی کر چکی ہے۔"

(مرسلہ: طارق احمد بٹ۔ کراچی)

تیز رفتار زمین دوز گاڑیاں

زمین کم ہے اس لئے گاڑیاں بھی زمین سے اوپر کم اور زمین کے نیچے زیادہ چلتی ہیں۔ زمین دوز ریل گاڑیوں کا نظام بہت عمدہ ہے۔ ہر پانچ منٹ کے بعد ہر سٹیشن سے گاڑی چھوٹتی ہے اور سٹیشن بھی کئی کئی منزلہ یعنی سیڑھیاں اتر کر سو فٹ نیچے جایئے تو ایک سٹیشن، دو سو فٹ نیچے دوسرا تین سو فٹ نیچے تیسرا اور چار سو فٹ نیچے چوتھا۔ دائیں کو جانا ہو تو پلیٹ فارم نمبرا، بائیں طرف جایئے تو دو۔ اوپر جایئے تو تین۔ نیچے جایئے تو چار۔ علیٰ ہذا القیاس!

ان منزلوں نے مسافروں کا ناک میں دم کر رکھا ہے اور ہم جیسے مسافروں کے لئے جو لکھی ہوئی جاپانی پڑھ نہیں سکتے اور بولی ہوئی جاپانی سمجھ نہیں سکتے - ایک طرفہ عذاب ہے - اب تک یہ عالم ہے کہ اکیلے سفر نہیں کر سکتے اور اتفاقاً یہاں کے باشندے بھی ابھی اس نظام میں پوری طرح عادی نہیں کیونکہ اکثر غلط گاڑی میں سوار ہو جاتے ہیں - ہمارے ایک مہمان کو ٹوکیو سے آنا تھا ہم ایک رفیق کار کی معیت میں انہیں لینے کے لئے اوساکا کے بڑے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے - ایک جگہ سے گاڑی چلی - دوسری جگہ گاڑی بدلی - تیسری جگہ بدلی - تین منٹ کے بعد ہمیں منزل مقصود پر پہنچ جانا چاہیئے تھا - جب گاڑی کی رفتار میں کوئی کمی نہ آئی اور وہ اسی رفتار سے چلتی رہی تو گارڈ سے پوچھا - آپ نے بتایا کہ ہم غلط گاڑی میں سوار ہو گئے ہیں اور یہ گاڑی اس طرف پینتیس کلومیٹر دور کیوتو کے سٹیشن پر جا کر رکے گی - ہمیں تو جو کوفت ہونا تھی وہ ہوئی زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ وہ مہمان جو ٹوکیو سے آکر اوساکا میں ہمارا انتظار کر رہا ہوگا وہ کتنا پریشان ہوگا - خیر کیوتو سے بذریعہ ڈاک (یعنی ڈاک گاڑی سے) واپس آئے - اسی طرح دنیا کی سب سے تیز رفتار گاڑی پر سفر کرنے کا اعزاز حاصل کیا - بارک اللہ لنا! مہمان عزیز پلیٹ فارم پر سراسیمہ اور پریشان کھڑے تھے ... انہیں کیوتو کا سفر نامہ سنایا اور سبکدوش ہوئے -

دنیا کی سب سے تیز رفتار ٹرین

دنیا کی سب سے تیز چلنے والی ٹرین (گاڑی) جسے یہ لوگ شن کان سین کہتے ہیں - عجیب و غریب گاڑی ہے - گاڑی کیا ہے ہوائی جہاز ہے اگر ہمارے ہاں تو ہوائی جہاز بھی شاید اتنے تیز نہیں اڑتے جتنی تیز یہ چلتی ہے - اس کی رفتار ۲۰۰ سے ۲۵۰ کلومیٹر فی گھنٹہ تک ہے - ٹوکیو سے اوساکا تک کا فاصلہ تین گھنٹے دس منٹ میں طے کرتی ہے چلتی بھی ہے، رکتی بھی ہے - مسافر اتارتی بھی ہے چڑھاتی بھی ہے اور پھر اس قلیل وقت میں اوساکا بھی پہنچ جاتی ہے -

یہ گاڑیاں یعنی ہکاریاں ہر پندرہ منٹ کے بعد ٹوکیو سے چلتی ہیں اور ہر پندرہ منٹ بعد اوساکا سے روانہ ہوتی ہیں یہ سلسلہ صبح چھ بجے سے شروع ہو کر رات گیارہ بارہ بجے تک جاری رہتا ہے اگر حساب کیا جائے تو بات کہاں کی کہاں جا پہنچتی ہے لیکن ہم حساب کیوں کریں - آخر حساب دان کس مرض کی دوا ہیں -

پابندی اوقات

گاڑیاں وقت پر آتی اور وقت پر جاتی ہیں کیا مجال ہے ایک منٹ ادھر ادھر ہو جائے - لیکن ہکاری اس معاملہ میں بھی سب سے نیاری ہے - لیٹ ہو تو منٹوں کے حساب سے نہیں گھنٹوں کے حساب سے لیٹ ہوتی ہے کیونکہ اتنی تیز رفتار چلتی ہے نازک مزاج بھی ہے - ابھی پچھلے دنوں ایک گاڑی ہکاری صرف اس لئے ایک گھنٹہ لیٹ ہو گئی کہ اوپر بجلی کے تار میں ایک پتنگ اٹکی ہوئی تھی - گاڑی رکی - پتنگ اتاری گئی تب چلی اور اس ایک پتنگ کی وجہ سے بعد میں چلنے والی پینتیس ہکاریوں کا سفر منسوخ کرنا پڑا -

ہکاری نے جہاں اور بہت سی ناممکن باتوں کو ممکن بنا دیا ہے وہاں بعض مسلمات کو بھی غلط ثابت کر دیا ہے

کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ دال میں کالا کالا ہے
کیونکہ جاپانی حضرات مصافحہ نہیں کرتے۔ ہم نے ازراہِ مروت
مصافحہ کیا تو "مدِ مصافحہ" نے ہاتھ کو جکڑ لیا اب ہم ہاتھ چھڑانا
چاہتے ہیں وہ ہاتھ چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اور جوش ملیح آبادی
کے اسرار احمد خان ملیح آبادی کی طرح "برابر" ہیں ہیں کیے
چلے جاتے ہیں۔ دکاندار خاتون نے ہمیں "تسلی دی" کوئی بات
نہیں، یہ نشے میں ہیں۔" اسی پر بس نہیں حضرت نے روئے
سخن ہماری طرف کر کے فصاحت اور بلاغت کے دریا بہانے
شروع کر دیے ہم بہتیرا کہتے رہے کہ صاحب ہمیں جاپانی زبان
نہیں آتی لیکن ان کا لیکچر جاری ہے۔ خاتونِ محترم بار بار
انہیں کہتی کہ آپ کا بہت بہت شکریہ اب انہیں اجازت
دیجئے۔" لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی۔ (جوں
غالباً جاپان میں نہیں ہوتی ورنہ ان کے کپڑوں کی غلاظت اور
سر کے بالوں کی فراوانی کے طفیل اس کے پنپنے کے سنہری مواقع
موجود تھے) آخر ایک گھنٹہ یعنی نصف جس کا نصف گھنٹہ
ہوتا ہے گزر گیا تو ہمیں تاؤ آیا۔ ہم نے کہا۔ "میں ابھی پولیس
کو فون کرتا ہوں" پولیس کے نام پر وہ صاحب اور زیادہ
نشے میں آگئے۔ جوشِ خطابت دکھلانے لگے یکایک جیسے آپ
کو کوئی کام یاد آیا۔ آپ نے ہمارا ہاتھ چھوڑا۔ جھک کر نہایت
ادب سے سلام کیا اور چلے گئے۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔
ہم نے کہا "پولیس سے یہ لوگ نہیں ڈرتے؟" جواب ملا۔
"نہیں! پولیس انہیں کچھ نہیں کہتی۔ فقط پکڑتی
ہے اور گھر تک چھوڑ آتی ہے۔"

دوسرا واقعہ یکم جنوری کو پیش آیا۔ یکم جنوری۔
جاپان میں قومی تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے اس روز لوگ
جوق در جوق عبادت گاہوں میں جاتے ہیں۔ ہم ایک رفیق کار
کے ساتھ ایک بہت بڑی shrine میں گئے۔ تماشا
کرتے پھرتے تھے کہ ایک بڑے میاں نے ہمیں آ دبوچا۔ بڑی
ملائمت سے کچھ فرمایا۔ ہم نے نفی میں سر ہلایا۔ پھر کچھ
فرمایا۔ ہم نے پھر نفی میں جواب دیا۔ بیس منٹ تک وہ بڑے
میاں ہم سے الجھتے رہے اور برابر بیس منٹ تک ان کے صاحبزادے
پاس ہی کھڑے ہم سے معذرت کرتے رہے کہ ابا حضور نشے
میں ہیں اس لئے معافی چاہتا ہوں۔

جشنِ سالِ نو

نئے سال کا خیر مقدم بڑے جوش و خروش سے کیا
جاتا ہے۔ ۳۱ دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو یہ لوگ
خوب پیتے ہیں۔ رات بھر جاگتے ہیں اور صبح نئے سال کے
سورج کو طلوع ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ عبادت گاہوں میں
جاتے اور گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور پھر سے اگلے
برس کی معافی کے لئے زادِ راہ جمع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

بڑی عبادت گاہوں میں بڑی رونق ہوتی ہے
لاکھوں لوگ۔ بوڑھے، جوان، بچے، بالے، مرد، عورتیں،
لڑکیاں سب آتے ہیں۔ ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے ہیں۔ "کھوے
سے کھوا چھلتا ہے۔" اور "تھالی پھینکو تو سر ہی سر کے اوپر
ہی اوپر چلی جائے۔" وغیرہ محاورے یاد آتے ہیں۔ لوگ
بتوں کو نذرانے بھی پیش کرتے ہیں۔ لیکن ———
مہنگائی کے اس زمانے میں ——— توبہ! توبہ!!
لوگ خدا کو تو کیا ——— بتوں کو بھی ———
بھول گئے ہیں ———،

واں جائیں یا نہ جائیں؟

ہم اس کوچہ میں کثرت سے یہاں نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ لوگ آتے پیسے پھینکتے۔ تالی بجاتے اور ہاتھ جوڑ کر نمسکار کے انداز میں سلام کرتے۔ ہمارے سامنے سکوں کا ڈھیر تھا۔ زیادہ تر سکے ایک پیسے کے تھے (ہمارے روپے میں تیس پیسے ہوتے ہیں) کچھ سو سو پیسے کے سکے بھی تھے اکا دکا نوٹ بھی نظر آتے تھے۔ ایک صاحب بڑے خشوع خضوع سے آئے بٹوا کھولا۔ ایک ہزار پیسے کا نوٹ نکالا۔ پھینکنے سے پہلے کچھ سوچنے لگے پھر وہ نوٹ بٹوے میں رکھا اور پانچ سو پیسے کا نوٹ نکالا۔ کچھ دیر متذبذب رہے۔ پھر با دلِ ناخواستہ نذرخانہ میں پھینک دیا۔ تالی بجائی۔ ہاتھ جوڑے اور چلے گئے۔ لیکن دور تک پیچھے مڑ مڑ کر اپنے پانسو پیسے کا نوٹ دیکھتے رہے۔

طاقِ نسیاں

ہمارے وہاں ہوتے ہوئے ہزاروں لوگ نذر پھینکنے آئے لیکن سب کے چہرے سپاٹ اور تاثرات سے خالی سوائے چند بوڑھوں کے جو انگلیوں پر ڈال رکھنے کے لائق تھے۔ جاپانیوں نے مذہب کو نہایت احترام سے اسی طرح طاقِ نسیاں پر سجا رکھا ہے جس طرح ہم لوگ گھروں میں قرآن شریف کو سجا کر رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود درگاہوں پر چڑھاوا چڑھانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ یعنی بڑھتے اپنے پاؤں سے ہیں اور چڑھتے دوسروں کے کندھوں پر ہیں کیونکہ اپنے کندھوں پر ہم نے مذہب کا جنازہ اٹھا رکھا ہے۔ کلمۂ شہادت!!

ـــــــــ (باقی آئندہ)

انکشاف

جناب منظور احمد ساہیوال

دیکھتے ہو دوستو کتنا بڑا انسان ہوں؟
اپنی عظمت آج تک مجھ کو نظر آئی نہ تھی
کتنے ہی سالوں سے روشن ہے چراغِ زندگی
بے بصیرت دیدہ و دل نے کبھی پائی نہ تھی

ایک ہستی — جس کی عظمت — کیا کہوں؟
کیا کہوں؟ کوئی بشر اس کا تصوّر بھی تو کر سکتا نہیں۔
جس کی عظمت کی فقط تمہید لکھنے کے لئے
سب جہانوں کے سمندر روشنائی گر بنیں
اور شجر خامے بنیں
تو بھی یہ ممکن نہیں ـــــــ ممکن نہیں۔

اُس کے پائے ناز پر
اس گھڑی ہوں سجدہ ریز
دیکھا تم نے دوستو کتنا بڑا انسان ہوں!
"فیض یہ کس کی نظر کا ہے۔ کرامت کس کی ہے؟"
"محمدؐ پہ ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے۔"

○

دیس بدیس

پیکنگ کا شہرِ ممنوع

چین کی پانچ ہزار سالہ تہذیب بے شمار نوادرات اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ ہم لوگ صرف دیوارِ چین سے روشناس ہیں جس نے دنیا کا سب سے بڑا ملک ایک قلعہ میں تبدیل کر دیا ہے لیکن چین میں اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے جو دنیا کے بیش بہا نوادرات میں شمار ہوتا ہے۔ مثلاً "موسم گرما کا محل"، جو پیکنگ کی مغربی فصیل پر واقع ہے۔ اسی طرح چین کے ان عجائبات میں سے ایک پیکنگ کا "ممنوع شہر" بھی ہے جو صدیوں دنیا کا مرکز رہا ہے یہاں کا عظیم الشان تخت اپنے دبدبہ، رعب اور ہیبت کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور تھا۔ اس تخت پر بیٹھنے والے چوبیس فرمانروا "منگ" اور "چنگ" خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان بادشاہوں کا رعب و دبدبہ اور نفاست پسندی آج بھی اس شہر کے در و دیوار سے ہویدا ہے۔

یہ شہر ۱۹۱۲ء میں دنیا کے ایک بہت بڑے عجائب گھر میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور اس طرح اس کے دروازے عوام کے لئے کھل گئے۔ اس شہر کی فصیل کے اندر چین کا سب سے بڑا محل آج بھی موجود ہے جس کا کل رقبہ ٧,٥٣,٠٠٠ مربع فٹ ہے اس محل میں سینکڑوں خوبصورت اور دلکش تخت والے کمرے، کتب خانے، دفاتر اور غلام گردشیں موجود ہیں۔ بادشاہوں کی رہائش گاہیں علیحدہ احاطوں میں ہیں جنہیں بڑے بڑے دروازوں کے ذریعہ ایک دوسرے سے ملایا گیا ہے۔ عجائب گھر بننے سے پہلے اس شہر کے محلّات اور قربان گاہوں میں عوام کا داخلہ ممنوع تھا۔ عام لوگوں کو تو اس شہر کے دروازوں کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیا جاتا تھا۔ پیکنگ میں صدیوں تک یک منزلہ عمارات تعمیر کی جاتی رہیں تاکہ کوئی شخص اس شہر کے "متبرک باسیوں" کو نہ دیکھ سکے

ممنوع شہر میں داخل ہونے کے لئے سرکاری دروازہ جنوب کی طرف بلند برجوں کے درمیان ہے۔ اس دروازہ کی درمیانی محراب صرف بادشاہوں کے لئے مخصوص تھی جہاں بادشاہ وقت اپنی فتح یاب فوجوں اور سفراء ممالک کو شرفِ ملاقات بخشتے۔ اس دروازہ کے شمال میں شہر کا وسیع احاطہ ہے جس کے درمیان سنہری نہر ہے۔ اس نہر پر سنگِ مرمر کے پانچ پُل بنے ہوئے ہیں جن کے شمال میں محلّات ہیں جو جاذبیت و نفاست کا ایک ایسا مرقع ہیں کہ جس کی ایک جھلک انسان کو دم بخود کر دیتی ہے۔

سامنے کی جانب "اعلیٰ موافقت کا محل" ایستادہ ہے۔ یہ محل دیوانِ خاص کہلاتا ہے اس محل سے ملحق "مکمل موافقت کا محل" ہے اس میں بادشاہ مختلف رسوم

جناب احمد صبح ٹھاکر

ادا کرتے تھے۔ ان دونوں محلات کے ساتھ "موافقت قائم رکھنے والا محل" واقع ہے جس میں علماء مقابلہ کا شاہی امتحان دیتے تھے۔

"اعلیٰ موافقت کا محل" زمین سے ۸۰ء۳۸ فٹ اونچا ہے اور اس کا چھتا ہوا رقبہ ۲۵۵۸۶ مربع فٹ ہے۔ چین میں لکڑی اور ٹانکوں سے بنا ہوا یہ سب سے بڑا ہال ہے۔ یہ محل زرد رنگ کی اینٹوں سے بنایا گیا اور اس کی چھتیں مختلف جانوروں کے مجسموں سے سجائی گئی ہیں۔ اسی محل میں بادشاہ کا تخت ہے جسے چھ سنہری پروں والا اژدہا گھیرے ہوئے ہے (پروں والا اژدہا چین میں بادشاہت کی طاقت کا نشان ہے) اس محل کی چھت میں سنہری پر والا اژدہا موتیوں سے کھیلتا ہوا دکھایا گیا ہے جب کبھی بادشاہ تخت پر براجمان ہوتے تو دھات اور زمرد کی گھنٹیاں غلام گردشوں میں بجائی جاتیں اور محل کے باہر چبوتروں پر رکھے ہوئے دھات کے پیالوں، لگلوں اور کچھوؤں میں لوبان جلایا جاتا جس کے مرغولے دور تک دکھائی دیتے اور چاروں طرف خوشبو پھیل جاتی۔ کچھوے اور بگلے لمبی زندگی کا نشان سمجھے جاتے ہیں تمام محلات زمین سے ۲۳ فٹ بلندی پر بنائے گئے اور اس اونچائی کو تین حصوں میں تقسیم کر کے خوبصورت سنگ مرمر کے جنگلوں سے مزین کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ہزاروں نوادرات والے اژدہا کے منہ کی طرح بنائے گئے ہیں۔ "ممنوع شہر" منگ خاندان کے پہلے بادشاہ "منگ ہو" کے پیکنگ تباہ کرنے کے بعد اس کے بیٹے "ینگ لو" کے عہد میں تعمیر کیا گیا جس کا عہد ۱۴۰۳ء سے ۱۴۲۵ء ہے۔ ممنوع شہر تعمیر کرنے کے لئے ایک لاکھ معمار اور دس لاکھ مزدور کام پر لگائے گئے۔ اس شہر کے لئے لکڑی جنوب مغرب کے جنگلوں سے لائی گئی اور پتھر پیکنگ کے گرد و نواح کے پہاڑوں سے لائے گئے۔ پتھر لانے والی شاہراہوں کے ساتھ ساتھ کنوئیں کھودے گئے تاکہ سڑک پر سردیوں میں پانی ڈال کر برف جمادی جائے جس پر پتھروں کی بھری ہوئی کشتیاں آسانی سے کھسکائی جا سکیں۔ ایک پتھر جس پر بادل اور اڑنے والا اژدہا بنا ہوا ہے ۲۰۰ ٹن وزنی ہے جو آج بھی محل کی سیڑھیوں پر نصب ان بادشاہوں کی عظمت کی گواہی دے رہا ہے۔ پیکنگ کو شمالاً جنوباً بنایا گیا ہے اور یہ تین بڑے احاطوں پر مشتمل ہے درمیان والے احاطے میں ممنوع شہر ہے جس کے گرد شاہی شہر پیکنگ ہے جس کا صدر دروازہ "آسمانی صلح کا دروازہ" کہلاتا ہے۔ یہ ۱۱۰ فٹ اونچا ہے یہاں پر آج کل فوجی تقریبات کے موقع پر مختلف لیڈر سلامی لیتے ہیں۔

شہر کی تعمیر کے بعد اس میں وقت کے ساتھ ساتھ اور محل بھی تعمیر کئے گئے اور مختلف صوبوں سے نوادرات اور خزانے جمع کئے گئے۔ دس ہزار فوجی اور عوام شاہی رہائش گاہ بنانے کے کام پر ۱۵۱۴ء میں لگائے گئے۔

ممنوع شہر کے اندر ایک الگ حصہ میں "جنتی پاکیزگی کا محل"، "زمین و آسمان کے توازن کا محل"۔ "زمینی پر تسکین کا محل" اور بہت سارے شاہی محلات، چبوترے دالان اور باغات جہاں بادشاہوں نے عیش و عشرت میں زندگیاں گزاریں۔ موجود ہیں۔ ایک بادشاہ کے زمانے میں ۶۴۰۰ باورچی ملازم تھے جو کہ اس شہر کے ۱۵۰۰۰ مکینوں کا کھانا تیار کرتے تھے اور یہاں سے ہی خواجہ سرا ٹیکس

وصول کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے۔

بادشاہ کبھی کبھار اس محل سے باہر تشریف لے جاتے۔ مثلاً جب کبھی "آسمانی قربان گاہ" میں دعا اور قربانی پیش کرنی ہوتی کہ زمین اور آسمان کا توازن ٹھیک قائم رہے۔ ایسے موقعوں پر گلی کوچے خالی کرا دیئے جاتے تاکہ شاہی سواری بسہولت قربان گاہ تک پہنچ سکے۔

اس شہر کے سینہ میں دھوکہ دہی، غداری، خواجہ سراؤں کی بغاوت اور بادشاہوں کو قتل کرانے کی ہزاروں داستانیں دفن ہیں۔ اس شہر کے دروازوں نے غیور بادشاہوں کی خودکشی سے پہلے اپنے اہلِ خاندان کے قتل کا نظارہ بھی دیکھا ہے۔ اس شہر کی پانچ سو سالہ تاریخ میں بادشاہوں نے بے شمار نوادر اور خزانے جمع کئے مگر یورپین اقوام نے جب پیکنگ فتح کیا تو یہ خزانے لُوٹ لئے گئے، دوسری جنگِ عظیم میں کچھ نوادر جاپانی اپنے ساتھ لے گئے۔ اسی کے بعد جب چیانگ کائی شیک فارموسا گیا تو بہت سے نوادر اپنے ساتھ لے گیا لیکن اس لُوٹ کھسوٹ اور چھینا جھپٹی کے باوجود یہ "ممنوعہ شہر" آج بھی دنیا کے عظیم ترین عجائب گھروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس شہر کی خوبصورتی رفعت، شان و شوکت اور آرائش و زیبائش اپنی مثال آپ ہیں اور سینکڑوں سال گزر جانے کے باوجود یہ شہر اپنی رعنائی برقرار رکھے ہوئے ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى
وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ٭٭

○

○

اے چشمِ انتظار بہار آہی جائے گی
اے قلبِ سوگوار بہار آہی جائے گی

دُنیائے پُر اَلم کے یہ لمحاتِ بے سکوں
ہنستے ہوئے گزار بہار آہی جائے گی

بحرِ غمِ حیات کے پُرجوش سیل میں
کشتی ذرا اُبھار بہار آہی جائے گی

مانا کہ ہے چمن پہ نگاہِ خزاں، مگر
کچھ اور انتظار، بہار آہی جائے گی

پُرکیف اک جہاں ہے ترے انتظار میں
اے محوِ انتظار بہار آہی جائے گی

منزل کی سمت آگے قدم تو بڑھائے جا
گردِ سفر اُتار، بہار آہی جائے گی

اپنی حیاتِ نَو کو ذرا استوار کر
تھوڑا سا استوار بہار آہی جائے گی

٭

جناب سیّد سجاد احمد ربوہ

"بھیک بھی ملتی نہیں اب تو خدا کے نام پر"

جناب عبدالکریم قدسی لاہور

جس کی ہر رہ پر مسلط ہے تعصب کی ہوا
اے خدا تو نے مجھے کس دور میں پیدا کیا

بھیک بھی ملتی نہیں اب تو خدا کے نام پر
ظرف اتنا گر گیا اس دور کے انسان کا

زینۂ شہرت ہے یہ ہر شخص کی پگڑی اچھال
نیک کہلاتا ہے تو ہر شخص پر تہمت لگا

باغباں نے اوڑھ لی جب سے ردا اغیار کی
اڑتے جاتے ہیں چمن سے طائرانِ خوشنوا

بادۂ آسودگی سے وہ کبھی ممکن نہ تھا
جو مزا مجھ کو مسائل کی خراشوں نے دیا

روز اونچی ہوتی جاتی ہے ضرورت کی فصیل
روز مجھ کو مل رہی ہے میری غربت کی سزا

مشرقی اقدار میں قدسی سکونِ دل تو ہے
ہو سکے تو مغربی ماحول سے دامن بچا

اقتصادیات

جناب منور احمد طاہر (انجینئرنگ) کراچی

نظامِ وزن و پیمائش کی اصطلاح ناپ تول کو ظاہر کرتی ہے۔ ناپ تول ہر شعبے میں کیا جاتا ہے۔ وزن اور پیمائش زندگی کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے اوزان کا ہر کسی کی اقتصادی زندگی اور روزمرہ ضروریات میں عمل دخل ہے۔ ہر پیشے، تجارت اور کاروبار کے ہر سودے میں یہ ایک ضروری عنصر ہے مختصر لفظوں میں یوں سمجھئے کہ زمانہ امن کے ہر لین دین اور زمانہ جنگ کی ہر کارروائی سے، حتیٰ کہ سپاہی کی "مارچنگ" تک سے اس کا تعلق ہے۔

دنیا کے بہت سے ترقی یافتہ ممالک میں ناپ تول کا اعشاری نظام رائج ہے۔ ہمارے ملک میں بھی اوزان و پیمائش کے اس نظام کی ضرورت عرصے سے محسوس کی جا رہی تھی۔ موجودہ حکومت نے ناپ تول کے موجودہ نظام کی پیچیدگی محسوس کرتے ہوئے دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی طرح اس ملک میں بھی اعشاری نظام رائج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پاکستان میں سب سے پہلے یکم جنوری ۱۹۷۴ء سے یہ نظام رائج کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا لیکن چند مجبوریوں کی بناء پر یہ فیصلہ واپس لے لیا گیا۔ پھر یکم جولائی ۱۹۷۴ء اور اس کے بعد یکم جنوری ۱۹۷۶ء کو اعشاری نظام رائج کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اسے عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ اور اب ایک بار پھر یکم جولائی ۱۹۷۶ء سے مذکورہ نظام رائج کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ اس مرتبہ پھر کوئی رکاوٹ نہ آن کھڑی ہو۔ اگر شروع سے ہی وسیع پیمانے پر اس نظام

کی تشہیر کی گئی ہوتی اور اس نظام سے ناآشنا لوگوں کو اعشاری نظام کی اہمیت بتلائی گئی ہوتی تو آج ہم اس کے رائج ہونے کا انتظار نہ کر رہے ہوتے۔ سنہ ۱۹۶۱ء میں جب نئے سکے رائج کئے گئے تھے تو اس وقت ناپ و تول کا اعشاری نظام رائج کرنے کا بہترین موقعہ تھا کیونکہ اوزان و پیمائش کا یہ نظام اعشاری سکوں سے مطابقت رکھتا ہے۔

پاکستان نے اپنے پرانے نظام کی جگہ اعشاری نظام رائج کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اس کے کئی سبب ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ نظام بہت سادہ اور آسان ہے۔ دوسرے یہ کہ ساری دنیا میں اس کا رواج ہے۔ تیسرے یہ کہ درآمد کرنے والے صنعتی اور تجارتی معاملات میں اس سے بہت سی سہولتیں حاصل کرتے ہیں۔ ہم اگر پاکستان کو بھی ترقی کی دوڑ میں آگے دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اوزان و پیمائش کا یہ نظام جلد از جلد اپنا لینا چاہیئے۔

ناپ تول کا اعشاری نظام اتنا صاف اور سیدھا سادہ ہے کہ تمام لوگ اس کا ایک نقطہ ذہن میں رکھ کر پورا نظام بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ عرصہ دراز سے ناپ تول کے موجودہ نظام میں خرابیاں اور بے قاعدگیاں محسوس کی جا رہی ہیں۔ موجودہ نظام اتنا ناقص اور مبہم ہے کہ آج تک اس کی کوئی مکمل فہرست دستیاب نہیں ہو سکی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگا لیجئے کہ ایک سیر کی اصطلاح ہر مقام پر بکثرت استعمال ہوتی ہے لیکن اس کا وزن ہر جگہ یکساں نہیں ہوتا۔ صورت حال مزید پیچیدہ بنانے کے لئے اوزان اور پیمانے نہ صرف مقام و مقام بلکہ اشیاء در اشیاء بدلتے ہیں۔ مثال کے طور پر تانبہ اور ایلومونیم پونڈ اور ٹن کے حساب سے فروخت ہوتا ہے لیکن جب یہی برتن منڈی میں فروخت ہوتے ہیں تو سیر اور چھٹانک استعمال کئے جاتے ہیں۔ دودھ عموماً سیروں میں فروخت ہوتا ہے لیکن جب اسی دودھ سے مکھن بنا لیا جاتا ہے تو فقط پونڈ اور اونس میں دستیاب ہوتا ہے۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ اشیاء کا کرایہ فی کیلوگرام کے حساب سے لیا جاتا ہے۔ بحری جہازوں کے ذریعہ اشیاء کا کرایہ ٹن کے حساب سے لیا جاتا ہے اور پھر ریلوے کا کرایہ منوں اور سیروں کے حساب سے ہے۔ اس طرح ایک ہی نظام کئی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

اس بات سے بھی انکار نہیں کہ نیا نظام اپنانے میں کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مسائل پیدا ہوں۔ تاہم یہ مسائل اتنے پیچیدہ نہیں جتنے نظر آتے ہیں۔ اگر پوری توجہ دی جائے تو متوقع مشکلات پر بڑی آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم کے سلسلہ میں بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ انجینئرنگ کی درسی کتب برطانیہ اور امریکہ سے آتی ہیں۔ جہاں ابھی اعشاری نظام رائج نہیں ہے۔ خوش قسمتی سے برطانیہ بھی پیمانے کے روایتی نظام کو خیرباد کہہ رہا ہے اور اعشاری نظام اپنا رہا ہے۔ یورپی مشترکہ منڈی میں داخل ہونے کے بعد یہ عمل تیز تر کر دیا گیا ہے اور پورا نظام جلد ہی رائج کر دیا جائے گا۔

ہمارے ملک میں اعشاری نظام چونکہ سائنٹیفک مفاد میں

کی تعلیم میں استعمال ہوتا ہے اس لئے موجودہ اسکولوں کے نصابوں کی تجدید اور درسی کتب کی جامع نظرثانی ضروری ہو گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکولوں میں ابتدائی مرحلہ میں نئے نظام کی تعلیم دی جائے۔ ریاضی کی تعلیم اور متعلقہ مضامین کے سلسلہ میں نئے نظام کی تمام مثالیں پیش کی جائیں اور اسی طرح مرحلہ وار رائج۔ پونڈ وغیرہ کا امپیریل نظام کلی طور پر ختم کیا جائے جو ملک کے کئی حصوں میں رائج ہے۔ ہمارے ملک میں اعشاری نظام صرف سائنسی شعبے تک محدود ہے اس لئے اس کی وسعت ہمہ گیر بنانے کے لئے وسیع پروگرام کی ضرورت ہے۔ اگر یہ اقدامات جلد کئے گئے تو معیشت کے تمام شعبوں میں اس کی روشنی سرعت کے ساتھ پھیل سکتی ہے۔ دیگر ممالک بھی پاکستان کی طرح پریشانیوں سے دوچار تھے اور انہوں نے اوزان حجم اور لمبائی کے پیمانوں کے اعشاری نظام کے ذریعے اس پریشانی سے کلی طور پر نجات حاصل کر لی۔ اب دنیا کے اسی فیصد ملکوں میں اعشاری نظام رائج ہے اور باقی ماندہ بڑی تیزی سے یہ نظام اپنا رہے ہیں۔ اس نظام کا سب سے بڑا اور اہم فائدہ یہ ہو گا کہ ہر ایک طبقے میں مختلف یونٹوں کے درمیان تعلقات میں یکسانیت آ جائے گی۔ اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم میں بھی زیادہ یکسانیت آ جائے گی۔ وقت میں بچت ہو گی اور صنعت میں غیر ضروری پیمائش اور ناپ تول ختم ہو جائیں گے جس سے صنعتی آلات بہتر ہو جائیں گے اور لاگت گھٹ جائے گی۔

ملک میں جب اعشاری نظام رائج ہو جائے گا تو غلہ، بیج، آٹا، دالیں اور گوشت وغیرہ کا وزن کرنے کے لئے سیر اور من وغیرہ کی بجائے کیلوگرام اور اعشاری ٹن استعمال کئے جائیں گے۔ اور کپڑا گزوں کی بجائے میٹروں میں ناپا جائے گا۔ میٹر گز سے دس فیصد لمبا ہوتا ہے، اس لئے کپڑے کی فی میٹر قیمت فی گز قیمت سے زیادہ ہو گی۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس! رقبہ مربع میٹروں میں اور حجم مکعب میٹروں میں ناپا جائے گا۔

آئندہ ٹرکوں، ٹیکسیوں، رکشاؤں کے لئے پیٹرول، لیٹروں کے حساب سے بیچا جائے گا۔ پیٹرول کے ایک پورے بھرے ہوئے ٹینک میں (بارہ گیلن ہوں تو) تقریباً پچپن لیٹر ہوں گے۔ ایک گیلن میں کوئی ساڑھے چار لیٹر آتے ہیں۔

اسی طرح رفتار کی فی گھنٹہ پیمائش بھی کیلومیٹروں میں کی جائے گی۔ (جس کا مخفف کے ایم/ایچ ہو گا) خیال ہے کہ تعمیر شدہ علاقوں میں رفتار کی حد پینتیس میل فی گھنٹہ کی بجائے ساٹھ کیلومیٹر فی گھنٹہ ہو جائے گی۔

مصروفیت

"ملازمت پیشہ لوگوں کو یہ مسئلہ پریشان کرتا ہے کہ آخر ریٹائر ہونے کے بعد کیا مصروفیت ہو؟" ایک شخص نے ریٹائر ہونے کے بعد اس سوال کا جواب یہ دیا:۔

"میں روزانہ صبح بستر سے اٹھتے ہی تازہ اخبار میں اموات کا کالم پڑھتا ہوں۔ اگر اس میں میرا نام نہیں ہوتا تو دوبارہ بستر میں جا لیٹتا ہوں۔"

(مرسلہ: طارق احمد بٹ۔ کراچی)

اور تعمیر شدہ علاقوں سے باہر یہ حد ساٹھ میل فی گھنٹہ کے بجائے سو کیلو میٹر فی گھنٹہ ہو جائے گی۔

ناپ تول کے بین الاقوامی یعنی جدید اعشاری نظام کی مندرجہ ذیل چھ بنیادی اکائیاں ہیں:۔

(۱) لمبائی کے لئے میٹر (M)
(۲) وزن کے لئے کیلو گرام (K.G.)
(۳) وقت کے لئے سیکنڈ (S)
(۴) درجۂ حرارت (اب سینٹی گریڈ) کے لئے کلوین (K)
(۵) بجلی کی رو کے لئے ایمپیئر (A)
(۶) روشنی کی مقدار کے لئے قندیلہ۔

وزن اور پیمائش کی باقی تمام اکائیاں جیسے رقبہ، حجم، رفتار، طاقت، توانائی، قوت وغیرہ انہی چھ بنیادی اکائیوں سے اخذ کی جاتی ہیں۔

ناپ تول کے اعشاری نظام میں جو بنیادی اکائیاں استعمال ہوتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(ا) وزن

۱۰ ملی گرام	=	ایک سنٹی گرام
۱۰ سنٹی گرام	=	” ڈیسی گرام
۱۰ ڈیسی گرام	=	” گرام
۱۰ گرام	=	” ڈیکا گرام
۱۰ ڈیکا گرام	=	” ہیکٹو گرام
۱۰ ہیکٹو گرام	=	” کیلو گرام
۱۰ کیلو گرام	=	” مائیریا گرام
۱۰ مائیریا گرام	=	” کوئنٹل
کوئنٹل	=	ایک اعشاری ٹن
	=	(۱۰۰۰ کیلو گرام)

(ب) لمبائی

۱۰ ملی میٹر	=	ایک سنٹی میٹر
۱۰ سنٹی میٹر	=	” ڈیسی میٹر
۱۰ ڈیسی میٹر	=	” میٹر
۱۰ میٹر	=	” ڈیکا میٹر
۱۰ ڈیکا میٹر	=	” ہیکٹو میٹر
۱۰ ہیکٹو میٹر	=	” کیلو میٹر

(ایک کیلو میٹر = ۱۰۰۰ میٹر)

(ج) حجم

۱۰ ملی لیٹر	=	ایک سینٹی لیٹر
۱۰ سینٹی لیٹر	=	” ڈیسی لیٹر
۱۰ ڈیسی لیٹر	=	” لیٹر
۱۰ لیٹر	=	” ڈیکا لیٹر
۱۰ ڈیکا لیٹر	=	” ہیکٹو لیٹر
۱۰ ہیکٹو لیٹر	=	” کیلو لیٹر

ایک کیلو لیٹر = ۱۰۰۰ لیٹر)

بین الاقوامی منڈی میں اعشاری تحریک ناگزیر ہے اس لئے کہ کوئی قوم اس نئے نظام سے دور نہیں رہ سکتی نیز ناپ تول کے نظام میں تبدیلی کے لئے اس سے بہتر اور کوئی وقت نہیں ہو سکتا۔

"مسیح ہندوستان میں"

جب مسیح علیہ السلام کے دشمن رومی حکومت کے پاس شکایت کرنے گئے تو انہوں نے شکایت کی کہ یہ حکومت کا غدار اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ آپ کا مقدمہ پیلاطوس نامی جج کی عدالت میں گیا۔ یہ اس علاقہ کا حاکم بھی تھا۔ اسی رات جج کی بیوی کو مسیح کے متعلق خواب آیا اور اس نے اپنے خاوند کو مسیح کو سزا دینے سے روکا چنانچہ پیلاطوس نے آپ کو اپنے دل میں سچا سمجھ کر سزا دینے سے باز رہنا چاہا اور عدالت میں پانی منگوا کر ہاتھ دھوئے اور یہ ظاہر کیا کہ میں اس بے گناہ کے قتل سے بری الذمہ ہوں لیکن وہ یہودیوں کی شکایت کے خوف سے ڈر گیا پھر بھی اپنے امکان کی حد تک اس نے اتنی ہمدردی ضرور کی کہ اپنے فیصلہ کو جمعہ کے دن تک ملتوی کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہودی شریعت میں اگر مسیح کو صلیب پر لٹکایا بھی گیا تو صرف جمعہ کی شام تک ہی اسے صلیب پر رکھا جا سکے گا اور پھر لازماً اتارنا پڑے گا۔ کیونکہ یہودی ہفتہ کو مقدس سبت کا دن کہتے تھے اور کسی مجرم کو اس روز صلیب پر نہیں رکھتے تھے۔ جمعہ کے روز مسیح کو صلیب پر دو چوروں کے ساتھ چڑھایا گیا لیکن چھ گھنٹے کے بعد ہی ایک تیرہ و تار بادل اٹھا، پھر ایک آندھی سے رات کا سا اندھیرا چھا گیا اور یہودی ڈر گئے کہ کہیں اندھیرے میں سبت کی رات نہ شروع ہو جائے اور وہ مجرم کو صلیب پر رکھنے کی وجہ سے خود مجرم نہ بن جائیں۔ اسی لئے انہوں نے خود حکومت سے مجرموں کو صلیب سے اتارنے کی درخواست کی۔ پیلاطوس تو یہ چاہتا تھا کہ مسیح جس حالت میں بھی ہوں اتارے جائیں۔ چنانچہ درخواست فوراً قبول ہوئی۔ سپاہیوں نے تینوں کو نیچے

اتار دیا۔ دونوں چور ابھی زندہ تھے اس لئے معمول کے مطابق انہیں مارنے کے لئے ان کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ لیکن مسیحؑ اس وقت زخموں کی وجہ سے بیہوش تھے اس لئے سپاہیوں نے انہیں مردہ سمجھے اور انہوں نے ہڈیاں نہ توڑیں۔ تاہم ایک سپاہی نے آپ کی پسلیوں میں اپنا نیزہ مارا تو اس سے خون بہہ گیا۔ یہی مسیحؑ کی زندگی کا ثبوت تھا کیونکہ مردہ کے جسم سے خون نہیں نکلا کرتا۔ پیلاطوس کو پتہ تھا کہ مسیحؑ اتنی جلدی مر نہیں سکتے چنانچہ جب مسیح کے حواری یوسف آرمتیاہ نے پیلاطوس سے مسیحؑ کی لاش مانگی تو وہ حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ "کیا مسیحؑ اسی قدر جلدی مر گئے ہیں؟"

مسیحؑ کا قبر میں داخل کیا جانا

مسیحؑ کو صلیب سے اتار کر ایک زمین دوز دو طرز کی قبر میں رکھا گیا۔ یہ قبر آپ کے حواری یوسف آرمتیاہ کی ملکیت تھی جو پہاڑ کھود کر بنائی گئی تھی۔ اور یہ اب تک وہاں موجود ہے۔ مسیحؑ کے جسم کو قبر میں رکھ کر قبر پر پتھر رکھ دیا گیا۔ رات کے آخری حصہ میں تیز آندھی اور زلزلہ سے چٹانیں ہلنے اور شق ہونے لگیں۔ اس وقت حضرت مسیحؑ کا ایک معتقد سفید لباس میں قبر میں پہنچا۔ سردار کاہن کے پہریدار جو زلزلہ اور آندھی سے خوف زدہ ہو گئے تھے اس شخص کو دیکھ کر ڈر گیا اور دہشت زدہ ہو کر بھاگا اور شہر میں جا کر افواہ پھیلائی کہ فرشتہ نے غار سے پتھر ہٹا کر اسے کھول دیا ہے۔ قبر میں حکیم نقدیموس نے مر اور لوبان مسیحؑ کے جسم پر ملا اور "مرہم عیسیٰ" کے نام سے جو مرہم طب کی کتابوں میں مشہور ہے وہ بھی لگائی۔ اس کے بعد کتان کی لمبی چادر مسیحؑ کے جسم پر لپیٹ دی۔ اور خون کے جو دھبے اس چادر پر لگ گئے تھے۔ وہ ۱۹۵۷ء میں شناخت کر لئے گئے ہیں۔ کہ یہ زندہ انسان کے ہیں۔

قبر میں تصویر کشی

مگر جو مرہم مسیحؑ کے جسم پر ملا گیا وہ فوٹو گرافی میں استعمال ہونے والا ایک مسالہ ہے۔ زلزلہ کی وجہ سے چٹانوں سے امونیا گیس خارج ہوئی جو فوٹو گرافی کے لئے ضروری چیز ہے۔ چادر پر مرہم مسیحؑ کے جسم سے لگ گیا اور یہ چادر ایک فوٹو گرافی کی پلیٹ کی مانند بن گئی اور اس بات کا انتظار تھا کہ فلش لائیٹ اس پر ڈالی جائے۔ اس وقت دیا جلایا گیا لیکن آندھی کی وجہ سے وہ بجھ گیا اور بجلی بھی چمکی۔ امونیا گیس بھی ساتھ جاری تھی مسیحؑ کے جسم کی چادر پر اس اچانک روشنی سے جسم سے چھونے والے حصوں اور چہرے کی تصاویر ثبت ہو گئیں۔ اس کے بعد اگر مدھم روشنی کر دی جاتی تو یہ تصاویر ضائع ہو سکتی تھیں لیکن اندھیرا چھایا رہا اور امونیا گیس سے مسیحؑ کے کفن پر پرنٹ پکا ہونا شروع ہوا۔ مسیحؑ کا جسم چونکہ گرم تھا اس لئے پسینہ آیا جسم میں یوریا کے عنصر تھے ان نشانات کو باقاعدہ پکا کر دیا۔ اس وقت سے یہ کفن عیسائیوں کے ایک فرقہ کے پاس چلا آرہا تھا۔ جسے حال کے سائنسدانوں نے فوٹو گرافی کے لئے استعمال کیا اور اس عقدے کا حل تلاش کیا کہ مسیحؑ کا جسم گرم نہ ہوتا تو فوٹو گرافی نہ ہو سکتی اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسیحؑ قبر میں ابھی زندہ تھے۔

مسیحؑ کا قبر سے نکلنا

حکیم نقدیموس کے علاج سے واقعہ صلیب کے تین گھنٹے بعد مسیحؑ ہوش میں آئے اور حکیم نقدیموس نے کھجوریں اور روغنی شہد کے ساتھ کھلائی۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اب قبر میں انہیں رکھنا مشکل اور خطرناک تھا اس لئے آپ کو ایک قریبی مکان میں منتقل کیا گیا۔ اور

مسلسل علاج اور تیمارداری کے بعد چند دنوں میں آپ چلنے پھرنے لگ گئے۔ جب ذرا اچھے ہوئے تو خدا گلیلی کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں اپنے شاگردوں کو ملے۔ زخم دکھائے ان کے ساتھ کھانا بھی کھایا اور انہیں منع کیا کہ وہ لوگوں کو نہ بتائیں اور کہا کہ میں سفر کا معاملہ مخفی رکھنا چاہتا ہوں جب آپ یروشلم کے قریب کوہ زیتون پر حواریوں سے جدا ہونے لگے تو پہاڑ پر سخت کہر چھائی ہوئی تھی حواریوں نے آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکے اور ان کے چہرے زمین پر تھے آپ اسی حالت میں دھند اور غبار میں آگے روانہ ہو گئے۔ شہر میں یہ مشہور ہوا کہ آپ آسمان میں اٹھائے گئے۔ یہ خبر انھوں نے دی جو روانگی پر موجود نہ تھے۔ اور رومی حکومت کی بازپرس کا بھی انہیں خوف تھا اس لئے یہی مشہور کیا گیا تھا کہ آپ آسمان پر پرواز کر گئے ہیں۔

مسیحؑ کی ہجرت

مندرجہ بالا واقعات ایک خط کا خلاصہ ہیں جو ۱۸۷۳ء میں مصر میں اسکندریہ کے آثارِ قدیمہ کے ایک قدیم یونانی راہب خانہ سے واقعۂ صلیب سے تھوڑا عرصہ بعد کا لکھا ہوا ملا تھا۔ یہ خط لیپ سینیا کی ایک تجارتی کمپنی کے ایک ممبر کو ملا تھا اس کا ترجمہ امریکن بک کمپنی شکاگو نے ۱۹۰۷ء میں شائع کیا اس میں چشم دید حالات لکھے ہیں کہ کیسے مسیحؑ کو زندہ صلیب سے اتارا گیا اور پھر حکیم نقدیموس کے علاج کے بعد آپ ہجرت کر گئے اس خط میں مسیحؑ نے لکھا ہے:۔

"میں یہ نہیں بتا سکتا کہ اب کہاں جاؤں گا
کیونکہ میں اس امر کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں"

اس خط کا نام ہے "The crucifiction by an eye witness"۔ گو حضرت مسیحؑ نے سفر کے متعلق نہ بتایا لیکن یہود پہلے ہی جانتے تھے کہ بیرونی حملہ آوروں نے یہود کے قبائل کو اس سرزمین سے نکال دیا ہے اور اس میں سے وہی اہم قبائل دور دراز ممالک میں ہجرت کر گئے تھے اور آپ کا ارادہ انجیل کے مطابق گمشدہ قبائل کے پاس جانے کا ہے انجیل کا یہ فقرہ قابلِ غور ہے:۔

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں
کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔"

(متی ۱۵/۲۴)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسیحؑ کا اصل مشن سفر اور تبلیغ تھی جو کھوئے ہوئے قبائل کے لئے تھی نہ کہ خاص فلسطین کے یہود کو، جنہوں نے آپ کا جینا دوبھر کر دکھا تھا اور صلیب پر لٹکا کر کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔

وادیٔ قمران کی کہانی

مسیحؑ کو اپنا وطن کیسے چھوڑنا پڑا۔ اسی سلسلے کا ایک دلچسپ واقعہ ۱۹۴۷ء میں پیش آیا۔ ایک بدّو بحیرۂ مردار کے مغربی ساحل پر وادیٔ قمران کی چٹانوں میں اپنی کھوئی ہوئی بکری کی تلاش میں ایک تنگ غار کے دہانے پر پہنچ گیا اور یونہی ایک پتھر غار میں پھینک دیا۔ پتھر ایک مٹی کے مرتبان سے جا ٹکرایا۔ بدّو اپنے ساتھی کے ساتھ غار میں داخل ہوا اور کئی مرتبانوں سے دو ہزار سال پرانے بائیبل کے صحیفے نکال لایا۔ کچھ تو جلا کر چائے تیار کی اور باقی بیچ دیئے۔ جب یہ محققین کے ہاتھوں میں پہنچے تو انھوں نے ثابت کیا کہ یہ صحائف مرتب کرنے والے پہلی صدی کے عیسائی ہیں یہ واقعات کتبوں کی شکل میں لکھے گئے ہیں مسیحؑ کی [illegible] ان

انہیں الفاظ میں سنیئے:-

"لیں مجھے میرے وطن سے اس طرح نکال دیا
گیا جیسے پرندے کو گھونسلے سے، میرے
عزیز و اقارب مجھے چھوڑ گئے وہ مجھے ایک
ٹوٹا ہوا برتن سمجھتے ہیں لیکن اے خدا تو
شیطان کے تمام منصوبوں کو ناکام رکھ"
"خداوندا! میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے
ایک غیر اور اجنبی ملک کے سفر میں بھی میرا
ساتھ نہیں چھوڑا .... تو ہی تنہائی میں
میرا آسرا ہوگا۔ تو مجھے ایک اجنبی سرزمین
میں لے آیا ہے۔ اے میرے خداوندا! تو
مجھے بنی آدم سے مخفی رکھے گا"

(زبور - ۱۰)

عیسائی لٹریچر سے پتہ چلتا ہے اور ان کی تصاویر سے بھی ظاہر ہے کہ مسیحؑ کے صلیب کے بعد مریم موجود تھیں۔ مصر کے آثار قدیمہ سے ایک انجیل "مریم کی انجیل" نکلی ہے جو عیسائیوں کے باطنی فرقے نے دوسری صدی میں مرتب کی۔ یہ مصر کے ایک قبرستان سے ملی ہے اس میں لکھا ہے کہ مسیحؑ کے ساتھ تین خواتین ہر وقت شریک سفر تھیں۔ مریم ان کی ماں، مریم [illegible] اور مریم مگدلینی۔ [illegible] وغیرہ حیات [illegible] لکھتے ہیں [illegible] صلیب کے بعد ڈیڑھ سال تک حضرت مسیحؑ گلیل [illegible] وادی قمران [illegible] زندگی [illegible] رہے۔

دمشق کی طرف ہجرت

ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا تو دمشق کی جماعت میں جا شریک ہو گئے۔ حواریوں نے پناہ دی اور بیعت کی۔ یروشلم کے کاہن نے گرفتاری کا دستہ دمشق روانہ کر دیا۔ دستہ کا ناظم پولوس تھا۔ اس مہم کا حال بھی وادی قمران کے صحائف سے معلوم ہوا ہے۔

عراق کی طرف سفر

یہاں سے نکل کر آپ فرات کے پار کے علاقوں میں چلے گئے۔ دس سال یہاں گزارے۔ ایڈیسہ، نصیبین اور بابل میں جلا وطن یہودیوں کے مرکز قائم تھے۔ یہاں آپ کے شاگرد پطرس اور توما بابل کے مقام پر آپ کو جا ملے۔ مریم بھی پطرس کے ہمراہ تھیں۔ یوحنا گیارہ سال تک غائب رہا اور اپنے آقا کے نقش قدم پر پارتھیا میں رہا۔ اس کے بعد یوحنا ایشیائے کوچک موجودہ ترکی کے علاقے میں چلا گیا۔

شیعوں کی کتاب بحار الانوار میں صاف لکھا ہے کہ مریم اور ابن مریم ارض کربلا (بابل) سے گزرے اور حواریوں کے ہمراہ قیام کیا۔

ترکی کا سفر

دراصل مسیحؑ بلاد مشرق کے سفر پر تھے اور مریم آپ کے ساتھ تھیں۔ آپ فرات سے نکل کر ترکی گئے اور ہیروپولس کے شہر میں قیام کیا۔ ہیروپولس کہتے ہیں اس طرف سفر کا پتہ چلتا ہے۔ ہیروپولس ترکی کا ایک شہر تھا۔ یہاں کا ایک باشندہ حضرت مسیحؑ اور پپیاس کا ہم عصر تھا۔ اس نے اپنی ایک لوح مزار خود لکھوائی تھی اور اس میں تمثیلی رنگ میں مسیحؑ کے سفر کا ذکر یوں کیا:-

"میرا نام [illegible] ہے میں [illegible] اس [illegible]،
چرواہے کا شاگرد ہوں جو اپنی بھیڑوں کو پہاڑوں
اور میدانوں میں چراتا ہے ...... میں نے

شام کے میدانوں، بابل و اسور، دجلہ اور فرات
کے پار نصیبین کا بھی سفر کیا۔ ہر جگہ مجھے ایک
... ہم وطنوں کی معیت نصیب ہوئی جیسا کہ پولوس
میرے ساتھ تھا ...... ہر جگہ
مجھے ایمان کی بدولت چشمہ کی وہ بڑی اور
تازہ مچھلی عطا ہوئی جو کہ بے داغ کنواری نے
پکڑی۔"

اس سے ظاہر ہے کہ مسیح اپنی والدہ کے ساتھ "ابرکی لیس" کے وقت
زندہ تھے اور بابل اور عراق کے علاقوں میں مصروف عمل تھے۔

ایران، افغانستان اور کاشغر کا سفر

بعد ازاں آپ نصیبین کے راستے ایران ... ہوتے ہوئے
افغانستان پہنچے اور وہاں سے بلخ بخارا اور سنکیانگ پہنچ گئے۔
یوحنا میں اس سفر کے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی اور خود مسیح نے اپنے
سفر کا جواز پیش کیا ہے:

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی
نہیں۔ ضرور ہے کہ انہیں بھی لاؤں۔ وہ میری
آواز سنیں گی اور ایک ہی گلہ ہوگا اور ایک
ہی گلہ بان۔" (یوحنا ۱۰)

اس سے ظاہر ہے کہ مسیح فلسطین سے ہجرت کرنے کے
بعد بنی اسرائیل کے ان دس قبائل کی طرف گئے جنہیں بخت نصر
نے فلسطین سے جلا وطن کر دیا تھا اور فلسطین کے مشرقی ممالک
میں دور دور تک جا کر آباد ہو گئے تھے۔ تاریخی شواہد سے اور
قدیم آثار قدیمہ سے جو ایران، افغانستان کے پٹھانوں میں عبرانی
روایات اور زبان کے کچھ الفاظ [illegible]

ہے جو سرینگر کے شہر سے نکلا اور ان سے ثابت ہے کہ افغانستان،
ایران، سنکیانگ، بلخ بخارا اور کشمیر میں اسرائیلی قبائل آباد ہو گئے
تھے۔ ان قبائل کو آپ منزل بہ منزل تبلیغ کرتے ہوئے کاشغر پہنچے۔
یسوع کے شاگردوں نے بھی اپنے آقا کا دین پھیلانے میں
کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، چنانچہ مشہور جرمن سکالر سی آر گریگوری
کو انجیل کا ایک پرانا نسخہ کوہ ایتھابن سے ملا۔ اس میں مرقس کے
آخر میں لکھا ہے: [illegible]

ترجمہ: "یسوع کی تمام مقدس باتیں پطرس
کے ساتھیوں کو مختصر طور پر پہنچا دی گئیں
انہوں نے انہیں مختلف اکناف عالم میں
پھیلا دیا۔ اس کے بعد یسوع خود بھی مشرق
سے ظاہر ہوا اور اس نے ان لوگوں کے ذریعہ
نبوت کے مقدس، بے عیب اور دائمی
نجات کے پیغام کو پہنچایا۔"

مریم کی وفات

جب مسیح کاشغر پہنچے تو مریم صدیقہ فوت ہو گئیں۔
چنانچہ پروفیسر نکلس رورچ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:

"کاشغر سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر
مزار مریم کے نام سے ایک مقبرہ موجود ہے۔
یہ قبر مقدس کنواری یعنی والدہ حضرت
مسیح ناصری کی طرف منسوب ہے۔ روایت
بتاتی ہے کہ صلیبی موت کے بعد مریم یروشلم
سے کاشغر آئیں اور وفات پا گئیں۔ ان کا
مزار بنا دیا گیا ... [illegible]

زیارت گاہ خلائق ہے۔"

(Heart of Asia — Page-69)

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لاء نے ایک کتاب "Jesus in heaven on earth" لکھی اور اس میں یہ بتایا کہ:۔

"مری کا نام ایک عورت کے مزار کے نام پر رکھا گیا جو آج بھی مری میں پنڈی پوائنٹ کے قریب ہے یہ مری یا مریم کا دوسرا نام ہے اور چونکہ مسیحؑ کے ساتھ تین مریم تھیں ایک بہن، ایک بیوی، ایک ماں۔ اس لئے اغلب یہی ہے کہ یہاں کے مختلف علاقوں میں مقبرے ہیں۔ اس کے علاوہ ایبٹ آباد کے قریب کھتا قبر ہے جو تاریخی طور پر مسیحؑ کے گدھے سے منسوب ہے۔ مسیحؑ کی بیوی ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر ازدواجی زندگی کے آپ شادی شدہ لوگوں کے لئے نمونہ نہ ہو سکتے تھے مسیحؑ نے سنکیانگ کے اس علاقے میں بہت سفر کئے کیونکہ بنی اسرائیل کے بہت سے قبائل یہاں آباد تھے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل ارض "صینیم" یعنی چین میں آباد ہیں۔ (یسعیاہ ۴۹/۱۲) کشمیر اور اس کے شمال میں چین کا صوبہ سنکیانگ بنی اسرائیل کی آماجگاہ تھا۔"

("Jesus in Rome" — P. 84.)

نیپال کی طرف سفر

حضرت مسیحؑ سنکیانگ سے گلگت، نیپال، لاسہ، لیہ سے ہوتے ہوئے بنارس اور پنجاب کے راستہ کشمیر گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ مدراس تک تھوما حواری (جسے انگریزی میں تھامس کہتے ہیں) کی قبر تک ہو کر بنارس کے راستے واپس گئے۔

کشمیر کا سفر

بنارس سے کشمیر میں پہنچے۔ اس وقت کشمیر میں راجہ اکی کا بیٹا گوپانند حکمران تھا۔ مسیحؑ کی ملاقات سرینگر کے قریب وین کے مقام پر راجہ شالباہن سے ہوئی تھی۔ مسیحؑ نامی نے یہاں کھلی نبوت کا اعلان کیا۔ اہل کشمیر نے آپ کو قبول کیا۔ بنی اسرائیل اس ملک میں آکر اکثر بدھ مت میں داخل ہو گئے تھے کیونکہ گوتم بدھ نے ایک آنے والے بدھ کی خبر "گوا متیا" (یعنی مسیحا) کے نام سے دی تھی۔ گوتم بدھ نے کہا تھا کہ ۵ صدیاں کے بعد اس کا مذہب زوال پر ہوگا۔ "میترا متیا" اسے اصلی تعلیم پر قائم کر دیگا۔ مسیحؑ کی آمد گوتم بدھ کے ۵۰۰ سال بعد ہوئی اس لئے بدھ کے پیرو جلدی آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ ۱۱ ویں صدی کے آخر میں ایک سکہ پنجاب سے برآمد ہوا جس پر پالی زبان میں عیسیٰ کا نام درج تھا۔ یہ بادشاہ مسیحؑ پر ایمان لایا تھا۔ اور مشرقی لٹریچر میں یہ نام ہیں:۔

یسوع، یوز آسف، آصف، یوساشافت "نبیا"، مسیح، مشیحا، "می شو"، ایشان، مسیحا، عیسیٰ ناوی، عیسیٰ ناتھ۔ تاریخ کشمیر میں مسیحؑ کی آمد کا یوں ذکر ہے۔ (مسیحؑ کا نام اس تاریخ میں یوز آسف اور بیت المقدس کے اسرائیلی نبی لکھا ہے)

"راجہ اکھ کے بعد اس کا بیٹا راجہ گوپانند حکمران ہوا اس کے عہد حکومت میں بہت سے مندر تعمیر ہوئے۔ کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک شکستہ گنبد تھا۔ راجہ نے اس کی تعمیر کے لئے اپنے وزیروں میں ایک شخص سلیمان نامی کو جو فارس سے آیا تھا مقرر کیا۔ ہندوؤں نے اعتراض کیا کہ یہ ملیچھ ہے اس وقت حضرت یوز آسف بیت المقدس سے وادی کشمیر میں آئے تھے اور پیغمبری کا دعویٰ کیا.........خود کو اہل کشمیر کی رسالت کے لئے مبعوث قرار دیا اور...

......چونکہ خطۂ کشمیر کے اکثر لوگ یوز آسف کے عقیدت مند تھے۔ راجہ گوپادت نے ہندوؤں کا اعتراض ان کے سامنے پیش کیا اور آپ کے حکم سے سلیمان نے جسے ہندو سندیمان کہتے تھے۔ گنبد کی تکمیل ۵۴ ہجری میں کی۔ اس نے گنبد کی سیڑھیوں پر لکھا کہ اس وقت یوز آسف نے دعویٰ پیغمبری کیا اور دوسری سیڑھی کے پتھر پر لکھا کہ آپ بنی اسرائیل کے پیغمبر یسوع ہیں"

مصنف کا بیان ہے کہ:-

"آپ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور آپ نے یوز آسف کا نام بھی اختیار کیا ہوا تھا......آپ نے اپنی عمر اسی جگہ بسر کی اور وفات کے بعد محلہ انزمرہ (سری نگر) میں دفن ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کے روضہ سے انوار نبوت جلوہ گر ہوتے ہیں۔"

حضرت مسیحؑ کی کشمیر میں آمد کا دوسرا واقعہ ہندوؤں کی کتاب بھوشیہ پران جو ان کی اٹھارہ مقدس پرانوں میں سے ایک ہے، میں لکھا ہے:-

ترجمہ:- "ایک دن راجہ شالیاہن ہمالیہ پہاڑ کے ایک ملک میں گیا۔ وہاں اس نے ساکا قوم کے ایک راجہ کو دین مقام پر دیکھا وہ خوبصورت رنگ کا تھا سفید کپڑے پہنے تھا۔ شالیاہن نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں یوسا شافت (یوز آسف) ہوں۔ ایک کنواری کے بطن سے میری پیدائش ہوئی...... میں مذہب کو پاک و صاف کرنے آیا ہوں۔ راجہ نے پوچھا۔ آپ کا مذہب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ اے راجہ جب صداقت معدوم ہو گئی اور ملیچھوں کے ملک (ہندوستان سے باہر کسی ملک) میں حدود شریعت قائم نہ رہے تو میں وہاں مبعوث ہوا۔ میرے کام کے ذریعہ ظالموں کو تکلیف پہنچی تو ان کے ہاتھوں سے میں نے تکلیفیں اٹھائیں۔ راجہ نے پھر پوچھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میرا مذہب، محبت، صداقت اور تزکیہ

قلوپ ہے اور میرا نام عیسیٰ مسیح رکھا گیا ہے
اس کے بعد راجہ آداب بجا لایا اور واپس ہوا۔"

حضرت مسیحؑ کا بڑھاپا اور وفات

حضرت مسیحؑ نے ایک عمر ان قبائل میں تبلیغ کرتے ہوئے گزاردی تھی چنانچہ آپ بوڑھے ہو گئے اور سری نگر میں بمطابق حدیث ایک سو بیس سال کی عمر پائی اور محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔ حضرت مسیحؑ آسمان پر گئے ہوتے تو اتنی عمر پا کر بوڑھے کیوں ہوتے؟ یورپ میں ایک کتاب "Jesus in Rome" شائع ہوئی۔ اس میں مصنفین نے ثابت کیا کہ عیسیٰؑ کا مادی جسم کے ساتھ پرواز کرنا ناممکن اور جدید Nuclear Physics یا جوہری طبیعات کے نتائج کے خلاف ہے۔

اب ایسی تصاویر شائع ہوئی ہیں جو دوسری صدی کے ابتدائی عیسائیوں نے حضرت مسیحؑ کی بنائی تھیں۔ یہ تصاویر انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۱۳ میں شائع ہوئی ہیں۔ ان تصاویر پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جوانی اور بڑھاپے کی تصاویر ہیں اور بتاتی ہیں کہ حضرت مسیحؑ بڑھاپے میں سو سال کی عمر کے حامل تھے۔ یہ تصاویر مسیحؑ کی زمینی زندگی اور طبعی موت کا ثبوت ہیں۔

کشمیر میں مسیحی نشانات اور قبریں

حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے ساتھ دوسری قبریں بھی ہیں بلکہ عیسائی خود کہتے ہیں کہ شمالی ہند میں مسیحؑ کے حواری تھوما کی قبر موجود ہے اور یہاں وہ اسرائیلی قبائل موجود تھے جن کو مسیحؑ نے مدراس میں جاکر پیغام پہنچایا۔ کشمیر کے متعلق پادری برکت اللہ ایم اے لکھتے ہیں:

"حال ہی میں شمالی ہند سے بھی اس قسم کی صلیبیں ملی ہیں۔ یہ صلیبیں کشمیر کی قدیم قبروں میں جو پہاڑیوں کی وادیوں سے دستیاب ہوئی ہیں ان کی بناوٹ، نقش و نگار اور الواح کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ صلیبیں نسطوری ہیں اور قبریں بھی نسطوری ہیں۔"

اس سے ظاہر ہے کہ کشمیر میں حضرت مسیحؑ کے بعد نسطوری عیسائی فرقہ آباد تھا۔ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب اصول کافی کی شرح میں درج ہے:

"رسول کریمؐ کے ظہور سے پہلے کشمیر میں عیسائی موجود تھے۔ رسول کریمؐ کے ظہور پر انہوں نے اپنا نمائندہ "تمام شیدی" بلخ بھیجا۔ بلخ کے عیسائی مسلمان ہو چکے تھے چنانچہ وہ اسلام لے آیا اور واپس آکر اپنے لوگوں کو مسلمان کیا۔"

تاریخی حوالوں کے ساتھ ساتھ مسیحؑ کے اس سفر سے ثابت ہوا کہ کشمیر ہی وہ جگہ ہے جس کے متعلق قرآن میں ذکر آیا ہے:

"وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ
قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ"

لیکن تیرہ سو سال تک کسی انسان پر یہ راز نہ کھل سکا۔ یہ راز آشکار کرنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مقدر ہو چکا تھا اور خدا نے کسر صلیب کے لئے صرف انہی کو چنا تھا جنہوں نے دنیا کی تاریخ میں "مسیح ہندوستان میں" لکھ کر عیسائیت کے مذہب کا قصر زمین بوس کر دیا اور سائنسی اور جدید علوم نے قدم قدم پر آپ کے انکشاف پر [illegible]

حیرت انگیز

حال ہی میں جدید سائنس نے انکشاف کیا ہے کہ حیوانی چربی کے استعمال سے امراضِ قلب اور دماغی جریانِ خون (Stroke) کا عارضہ لاحق ہو سکتا ہے لیکن آپ یہ حکایت پڑھ کر حیران ہوں گے کہ آج سے ۹۰۰ سال قبل ایک بہت بڑے طبیب اور فلاسفر نے جس کا نام اسماعیل تھا اس مرض کا انکشاف کیا تھا یہ فلاسفر ۱۰۹۲ء تا ۱۱۵۷ء میں گزرا ہے اور اس وقت کے مشہور شہر ہرات میں رہتا تھا۔ یہ بہت بڑا عالم فاضل طبیب اور معالج تھا اور بہت سے مایوس مریضوں کا کامیاب علاج کر کے شہرت حاصل کر چکا تھا ایک دن وہ قصابوں کے بازار سے گزر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان قصاب بھیڑ کا سالم بچہ آگ پر بھون رہا ہے اور اس کے پیٹ سے گرم گرم چربی نکال کر کھا رہا ہے۔

طبیب نے جب یہ نظارہ دیکھا تو اس نے ایک دوکاندار کو جو اس کے قریب ہی تھا کہا کہ جب یہ قصاب مر جائے تو اسے دفن کرنے سے پہلے مجھے ضرور اطلاع دینا۔ اس واقعہ کے پانچ چھ ماہ بعد ایک صبح یہ خبر پھیل گئی کہ گزشتہ رات فلاں نوجوان قصاب بغیر کسی وجہ اور بیماری کے وفات پا گیا ہے۔ اس دوکاندار کو طبیب کی بتائی ہوئی بات یاد آ گئی وہ اسے اطلاع دینے کے لئے بھاگا اور طبیب نے یہ سن کر کہا۔ "وہ میرے اندازے سے زیادہ دن تک زندہ رہا۔" تب اس نے اپنی چھڑی اٹھائی اور اس مرنے والے کے گھر گیا۔ اس نے اس کے جسم سے کپڑا ہٹایا۔ نبض دیکھی۔ پھر اس نے کسی سے کہا کہ چھڑی سے اس کے پاؤں کے بالائی حصّے پر چوٹیں لگائی جائیں۔ ایک گھنٹہ تک یہ عمل جاری رہا اس کے بعد اس نے سکتہ کا علاج کیا۔ تیسرے دن مُردہ ہوش میں آ گیا اور کئی سال تک زندہ رہا۔ لیکن مفلوج حالت میں۔

(Stroke and Fatty Food
New Eng J. Med. 290: 164, 165.
Jan: 17: 1974.)

نہیں جس میں کوئی فرق ہو۔ آٹھ بالغ افراد اور تین بچوں کی ہڈیاں ملی ہیں۔ چنانچہ ۱۰ نومبر ۱۹۷۵ء کے رسالہ "ٹائم" (TIME) کے "سائنس" کے کالم میں اس دلچسپ خبر کو یوں درج کیا گیا ہے:۔

"اولاً کینیا کے نواح میں نوعِ بشر کے بیس
لاکھ سال پہلے کے آثار دستیاب ہوئے۔
اس کے بعد ایتھوپیا میں تیس لاکھ سال
قبل کے باقیاتِ جسم پائے گئے۔ اب
کینیا کی آتش افشانی راکھ سے آٹھ
بالغ اور تین بچوں کے باقیاتِ جسم ملے ہیں"

یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کے سائنس دانوں نے "ریڈیو ایکٹو" تجزیے کے بعد ماہ اکتوبر ۱۹۷۵ء میں یہ اعلان کیا کہ یہ استخوان ۳۳ لاکھ پچاس ہزار سال سے لے کر ۳۳ لاکھ پچھتر ہزار سال پرانے ہیں۔ اس ٹیم کا خیال ہے کہ آج سے چالیس لاکھ سال پہلے بھی TRUE MAN یعنی حقیقی انسان دنیا میں آباد تھے۔ بندر نما نوع کی کوئی نسل مفقود ہو گی ہم تو "انسانِ کامل" کی اولاد ہیں۔ اس نوٹ میں یہ الفاظ حاصل تحقیق ہیں:۔

"They belonged to
the genus Homo (or
true man), rather
than the manapes."

ان آثار سے پتہ لگتا ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد حقیقی انسان تھے۔ بندر نما مخلوق نہیں تھے۔

بہرکیف نئے سائنسی ذرائع کی مدد سے ثابت یہ ہوا ہے کہ نوعِ بشر بندر سے ارتقاء پذیر نہیں ہوئی بلکہ انسان، انسان ہی تھا۔ اس طرح تہذیب کی ابتداء کے متعلق پرانے تصورات دم توڑ رہے ہیں اور قرآنی حقائق اُبھر رہے ہیں۔

اس سے قبل "ریڈرز ڈائجسٹ" جون ۱۹۷۵ء میں ایک دلچسپ مضمون شائع ہوا۔ جس کا عنوان تھا:۔
"تہذیب کی ابتداء کب ہوئی۔"

اس میں بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار تھا۔ ماہنامہ خالد نومبر ۷۵ء کی اشاعت میں اس مقالہ کا تعارف ہم کروا چکے ہیں۔ اب کینیا کے آثار پر سائنسدانوں کی مندرجہ بالا رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس کا خلاصہ پیش کر دیا گیا ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ انسان نے اُلٹی زقند لگائی تو بندر بن گیا۔ اور دوسری چھلانگ میں انسان۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان ہی پیدا کیا کہ وہ ذاتِ باری بدیع بھی ہے اور احسن الخالقین بھی۔ ••

○

فاستبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مساعی پر ایک نظر

سال کے پہلے چار ماہ (نومبر ۱۹۷۵ء تا فروری ۱۹۷۶ء) میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مساعی کی جو مختصر رپورٹ صدر محترم کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کی گئی۔ اس کی نقل حسب ذیل ہے

(۱) ۱۰ نومبر ۱۹۷۵ء سے لیکر ۲۹ فروری ۱۹۷۶ء تک کے عرصہ میں ۵۱۰ مجالس میں قائدین کے انتخابات ہو چکے ہیں اور ۲۲۵ مجالس میں عاملہ کا تقرر ہو گیا ہے۔ اس کے مقابل پر گزشتہ مشاورت کے موقعہ پر جبکہ انتخابات شروع ہوئے ڈیڑھ سال کے قریب ہو چکا تھا۔ یہ تعداد اس طرح تھی

انتخاب قائدین : ۵۵۰

عاملہ : ۲۵۲

(۲) امسال ۲۹ فروری تک ۲۹۹ مجالس کی طرف سے فہرستِ تجنید موصول ہوئی ہیں۔ گزشتہ سال مشاورت تک یہ تعداد ۲۷۰ تھی

(۳) شعبہ مال میں ۲۹ فروری تک :-

آمد بجٹ خدام : ۵۱۴

اور آمد بجٹ اطفال : ۲۹۵ ہے

اس کے مقابل پر گزشتہ سال ۲۸ فروری تک

آمد بجٹ خدام : ۳۹۴

اور آمد بجٹ اطفال : ۲۵۲ تھی

(۴) شعبہ مال میں گزشتہ سال ۲۸ فروری تک بجٹ چندہ مجلس -/۵۰,۷۰۰ روپے کے مقابل پر آمد -/۳۳,۷۲۴ روپے یعنی ۶۶.۵۱ فیصد اور بجٹ چندہ اجتماع -/۱۰,۰۰۰ روپے کے مقابل پر آمد -/۳۵۷۷ روپے یعنی ۳۵.۷۷ فیصد تھی

امسال ۲۹ فروری تک بجٹ چندہ مجلس -/۵۷,۸۴۰ روپیہ کے مقابل پر آمد -/۴۸۵۴۷ روپے یعنی ۸۳ فیصد اور بجٹ چندہ اجتماع -/۱۰,۰۰۰ روپیہ کے مقابل پر آمد -/۵,۹۴۴ روپے یعنی ۵۹.۴۴ فیصد ہے۔

(۵) شعبہ اعتماد میں آمد ماہانہ رپورٹیں فروری تک ۳۲۳ تھیں۔ امسال آمد ماہانہ رپورٹیں ماہ فروری تک کی تعداد

۹۸٪ ہے۔

(۶) شعبہ اطفال میں گزشتہ سال نومبر تا فروری ماہانہ رپورٹس کی آمد ۴۷۰ تھی امسال ماہ فروری تک ماہانہ رپورٹس کی آمد ۲۴۴ ہے

گزشتہ سال فروری کے آخر تک اطفال کی ۱۰۱ مجالس کی طرف سے فہرست تجنید ملی تھی امسال فروری کے آخر تک ۱۳۱ مجالس کی طرف سے فہرست تجنید موصول ہوئی ہیں۔

(۷) مطالعہ کتب مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مقررہ کتب گزشتہ سال مجالس نے مندرجہ ذیل تعداد میں منگوائی تھیں:-

نومبر/دسمبر	۱۴۱	لیکچر لاہور
جنوری	۱۴۴	فتح اسلام
فروری	۴۶۲	احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔

امسال یہ تعداد مندرجہ ذیل ہے:-

نومبر	۵۰۰	نشان دھرم
دسمبر	۵۳۰	روئداد جلسہ دعا
جنوری	۵۱۸	اسلامی اصول کی فلاسفی
فروری	۶۹۲	نفحاتِ قدسیہ (حضور کی تین تقاریر کا مجموعہ ہے)

مثالی وقار عمل

مرتبہ: مسعود احمد خالد (مہتمم وقار عمل)

۵ ماہ تبلیغ / فروری ۱۹۷۶ء کو پاکستان بھر میں وسیع پیمانے پر مجالس خدام الاحمدیہ نے "وقار عمل" کا انعقاد کیا۔ موصول ہونے والی ابتدائی رپورٹس کا خلاصہ درج ذیل ہے

• لائلپور

۸۰ خدام، ۹۰ اطفال اور ۲۰ انصار نے مل کر لیبر ڈپو کے سامنے دو سو بیس ۲۲۰ فٹ لمبا، سات فٹ چوڑا اور دو فٹ اونچا راستہ جہاں نشیب کی وجہ سے پانی جمع رہتا تھا۔ اس کو ڈیڑھ گھنٹہ تک کام کر کے ہموار کیا۔ راہ گیروں کے علاوہ مقامی اخبارات "غریب"، "نقیب" اور "پنجاب نیوز" نے بھی اپنی اشاعت میں اس کام کی تعریف کی۔

• سرگودھا شہر و ضلع

۵ مجالس کے ۸۰ خدام نے ۹ فروری سے ۱۴ فروری تک دن رات مسجد مقامی کی تعمیر میں نمایاں کام سرانجام دیا۔ ۱۵ فروری کو صبح نو بجے سے ایک بجے دوپہر تک خصوصی وقار عمل بھی ہوا

• ضلع لاڑکانہ

ضلع کی تمام مجالس کے مشترکہ علاقہ میں ۲۲ خدام اور آٹھ اطفال نے چار گھنٹہ وقار عمل کر کے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت پکی سڑک سے گوٹھ جام خان تک ایک میل کچے راستہ پر مٹی ڈال کر نشیبی جگہوں کو پُر کیا۔ اس طرح یہ راستہ ہر قسم کے قابل بنایا۔

اس سڑک سے چار گاؤں فائدہ اٹھا رہے ہوں گے

کراچی

(۱) ڈرگ روڈ: چھیاسی خدام اور باسٹھ اطفال نے صبح آٹھ بجے سے شام ساڑھے چھ بجے تک سڑک کے درمیان واقعہ (۲۵×۲۰۰ فٹ) دو گڑھے تین سو فٹ دور سے مٹی لاکر پر کئے اور دو مساجد کی صفائی و دھلائی کی۔ جس سے غیر از جماعت احباب بھی بہت متاثر ہوئے۔ (۲) مارٹن روڈ: تیئیس خدام نے ساڑھے نو بجے سے اڑھائی بجے دوپہر تک مسجد کے صحن سے مٹی اور بھاری بلاکس مناسب جگہ پر رکھے۔ مسجد لائبریری۔ دفتر مجلس، اور ڈسپنسری کی صفائی کی گئی (۳) سوسائٹی: ۶۱ خدام نے ۵۴ گھروں میں ۷۶ پودے لگا کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ ترین ہدایات برائے شجر کاری پر عمل کیا۔ ۱۸ اطفال نے بھی اپنے گھروں میں پودے لگائے۔ (۴) صدر: ۶۰ خدام ۲۱ اطفال نے ساڑھے تین گھنٹے تک مسجد احمدیہ کے اندرونی و بیرونی حصہ چھت، دفاتر اور مینار کی صفائی کی۔ سیڑھیاں اور بالٹیاں خدام گھروں سے لائے تھے۔ مکمل صفائی پر تقریباً ۸ من کوڑا کرکٹ باہر نکالا گیا۔ (۵) ناظم آباد، اورنگی ٹاؤن کے مین روڈ پر صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک وقار عمل ہوا۔ ۲۵۰ فٹ لمبی ۲۴ فٹ چوڑی سڑک کے گڑھے پر کئے گئے۔ ۸۷ خدام اور ۱۳ اطفال نے شرکت کی۔ مسجد احمدیہ مجاہد کالونی کے پلاٹ کو درست کیا گیا۔ مسلسل گیارہ گھنٹے کام ہوا۔ ڈیڑھ ہزار بلاکس لگائے گئے۔ ۴۱ خدام اور ۵ اطفال شریک ہوئے۔

شورکوٹ روڈ

۱۱ خدام ۱۴ اطفال اور ۳ انصار نے باہم طے شدہ پروگرام کے مطابق وقار عمل منایا۔ مجلس شورکوٹ کے ۸ خدام اور ۵ اطفال نے نومیل دور چک ۴۹۷ کی مجلس میں جا کر ان کے ۳ خدام ۹ اطفال اور ۳ انصار سے مل کر تین گلیوں میں جو کہ بارش کے پانی سے بھری ہوئی تھیں۔ ۱۵۰ فٹ لمبے اور چار فٹ چوڑے راستے بنائے۔ مقام گاؤں خدام کی اس کارروائی پر بہت خوش ہوا۔

(باقی رپورٹس انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں ہدیہ قارئین کی جائیں گی)

○

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Garden peas
Peach Jam
HOT KETCHUP
Shezan
Plum Jam
Orange Squash
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ لاہور

Monthly **KHALID** *Rabwah*

REGD. No. L 5830 *Editor :* **NASIM MAHDI** APRIL, 1976

Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah